ماہنامہ دختران اسلام لاہور
اکتوبر 2024ء

خدا کو کیوں مانیں؟ اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

تحریک منہاج القرآن کا 44 واں یوم تاسیس

عالمی میلاد کانفرنس 2024ء میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

عالمی میلاد کانفرنس 2024ء میں صاحبزادہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی خصوصی شرکت اور خطاب

MWL کی ایگزیکٹو ٹیم کی جانب سے مہمان خواتین کے استقبال کے مناظر

کانفرنس کے ویمن پنڈال میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی دینی، علمی و سماجی شخصیات کی شرکت

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 31 شمارہ: 10 / ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ / اکتوبر 2024ء

زیر سرپرستی بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر قرۃ العین فاطمہ

فہرس

اداریہ (تحریک منہاج القرآن کا 44واں یوم تاسیس)		04
خدا کو کیوں مانیں؟ اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	06
سیرت النبی ﷺ کا منظوم اظہارِ خیال	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	13
سوشل میڈیا کا بامقصد استعمال، مگر کیسے؟	عبدالستار منہاجین	22
سیاسی الحاد کیا ہے؟	ڈاکٹر فرح ناز	30
سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا سفرِ حیات	رابعہ فاطمہ	37
اولیائے عظام کی روحانی تربیت میں ماؤں کا کردار	ڈاکٹر انیلہ مبشر	42
تنگ دستی سے نجات کا راستہ	سعدیہ کریم	52
الفیوضات المحمدیہ		58
تنظیمی و تربیتی کیمپ 2024ء (رپورٹ)	انیلہ الیاس	59
41ویں عالمی میلاد کانفرنس 2024ء	رپورٹ: لبنیٰ مشتاق	70

ایڈیٹر

ثناء وحید

ڈپٹی ایڈیٹر

نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ

ڈاکٹر نبیلہ اسحاق، ڈاکٹر شاہدہ مغل

ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ

مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز

مسز حلیمہ سعدیہ، مسز راضیہ نوید

سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی

ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، سعدیہ کریم، جویریہ سحرش

جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم گرافکس: عبدالسلام

فوٹوگرافی

قاضی محمود الاسلام

مجلہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کیے جاتے ہیں

ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہو گا

بدلِ اشتراک

قیمت فی شارہ -/60 روپے

آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ 15 ڈالر

مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ 12 ڈالر

سالانہ خریداری -/700 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info | E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ o لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ o خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ o اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا o وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا o فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا o وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً o فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ o وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ o

(الواقعۃ، ۵۶، ۱ تا ۹)

”جب واقع ہونے والی (قیامت) واقع ہو جائے گی o اُس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے o (وہ قیامت کسی کو) نیچا کر دینے والی (کسی کو) اونچا کر دینے والی (ہے o (جب زمین کپکپا کر شدید لرزنے لگے گی o اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے o پھر وہ غبار بن کر منتشر ہو جائیں گے o اور تم لوگ تین قِسموں میں بٹ جاؤ گے o سو (ایک) دائیں جانب والے، دائیں جانب والوں کا کیا کہنا o اور (دوسرے) بائیں جانب والے، کیا (ہی برے حال میں ہوں گے) بائیں جانب والے۔“

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي خَلَّادٍ ؓ (وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ أُعْطِيَ زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْهُ، فَإِنَّهُ يُلْقَى الْحِكْمَةَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه.

”حضرت ابو خلاد ؓ (جو کہ صحابی رسول ہیں) روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ کسی شخص کو دنیا میں زہد اور کم گوئی عطا کر دی گئی ہے تو اس کا قرب حاصل کرو کیونکہ اسے حکمت عطا کر دی جاتی ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ أَبُوْ عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

”حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔“

(المنہاج السوی، ص: ۳۷۸، ۳۷۹)

خواب

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی
مری سرشت میں ہے پاکی و درخشانی
تو اے مسافر شب! خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغ جگر سے نورانی

(بالِ جبریل۔۔۔ستارے کا پیغام)

تعبیر

ایک متحد قوم کو جس کے پاس ایک عظیم تہذیب اور تاریخ ہے، کسی سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ کام، کام اور کام کریں۔آپ یقیناً کامیاب ہوں گے۔اپنا نصب العین یعنی اتحاد، ایمان اور تنظیم کبھی فراموش نہ کیجیے۔

(ریڈیو پاکستان لاہور، 30 اکتوبر 1947ء)

تکمیل

ماہِ ولادتِ سرکارِ دو عالم ﷺ ربیع الاول مبارک!

حضور نبیِ رحمت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف انسانیت بلکہ تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ اللہ کی رحمت، فضل اور احسانِ عظیم ہیں۔ بہ طور مسلمان ہم سب پر واجب ہے کہ ہم اس نعمتِ عظیم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں، اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ نفلی عبادات اور خیرات وعطیات کا اِہتمام کریں اور ہر طبقہ ہائے زندگی کو میلاد کی خوشیوں میں شریک کریں۔ حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں اور اُسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوں۔

اداریہ

تحریک منہاج القرآن کا 44 واں یوم تاسیس

تحریک منہاج القرآن 17 اکتوبر 1980ء کو قائم ہوئی اور آج اپنے قیام کا 44 واں یوم تاسیس منا رہی ہے۔ چار دہائیوں سے زائد سالوں پر پھیلا ہوا یہ سفر اپنے اندر جہاں بے مثال کامیابیاں سمیٹے ہوئے ہے وہاں اس سفر کے دوران بہت سارے نشیب و فراز اور صبر آزما لمحے بھی آئے تاہم شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ 44 ویں یوم تاسیس پر سب سے زیادہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے جن اعلیٰ دینی، تعلیمی، تربیتی، معاشرتی، سماجی، اخلاقی، فلاحی مقاصد کے لئے تحریک منہاج القرآن کی بنیاد رکھی تھی الحمدللہ چار دہائیوں کے اس مختصر عرصہ میں وہ ان مقاصد کو نہ صرف حاصل کرنے میں کامیاب رہے بلکہ تحریک منہاج القرآن جن فکری بنیادوں پر استوار کی گئی تھی وہ فکر ہر گزرتے دن کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوئی۔ شیخ الاسلام نے 80ء کی دہائی میں جب تحریک کی بنیاد رکھی تو اس وقت ملک بھر کے علمی، ادبی، سماجی حلقوں کی طرف سے زبردست الفاظ میں خیر مقدم کیا گیا اور بڑے بڑے معتبر نام تحریک کا حصہ بنے۔ تحریک کو قائم کرنے کے اعلان سے قبل بھی شیخ الاسلام علمی و عوامی حلقوں میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے تھے۔ الحمدللہ شیخ الاسلام ماضی کی نسبت آج کہیں زیادہ مقبول و معتبر ہیں۔ اُن کا حالیہ دورہ آسٹریلیا و ایشیا اس کی قابل فخر مثال ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا دینی، اصلاحی، فلاحی کردار ادا کیا تاہم

قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں ویمن امپاورمنٹ بالخصوص خواتین میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کا شوق پیدا کرنے اور اصلاح احوال کے لئے ان کے لئے پاکستان اور پاکستان سے باہر مثالی انسٹیٹیوشنز قائم کئے گئے جن سے ہزار ہا خواتین استفادہ کررہی ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ نے تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے مصطفوی مشن کے فروغ کے لئے پاکستان سمیت دنیا کے کونے کونے میں اپنا اصلاحی کردار نبھایا ہے۔ بیرونی دنیا میں منہاج القرآن انٹرنیشنل ویمن لیگ کی صدر ڈاکٹر غزالہ قادری بطور خاص مبارکباد کی مستحق ہیں کہ اُن کی شبانہ روز محنت سے مغربی دنیا میں مقیم ہزار ہا خواتین ان کے علمی و تربیتی سیشنز سے مستفید ہورہی ہیں۔ بالخصوص ان کی سربراہی میں ''التربیۃ کیمپ'' اپنی مثال آپ ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ نے اہل بیت اطہار کی محبت کے دیے ہر گھر میں جلانے کے لئے محرم الحرام کے موقع پر شاندار تربیتی کانفرنسز کے دینی علمی کلچر کا احیا کیا جن میں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کانفرنسز تاریخی اہمیت حاصل کرچکی ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ نے استقبال ربیع الاول پروگرامز کو حُبِ رسول کے فروغ کا ایک موثر اور مقبول ذریعہ بنادیا ہے۔ ایگرز کے زیر اہتمام بچوں کے دل و دماغ میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع روشن کی جارہی ہے۔ امسال حب رسول ﷺ بترویج حدیث رسول ﷺ کے سلوگن کے تحت خواتین کی میلاد مہم کا اجرا کیا اس کامیاب مہم کی وجہ سے مینار پاکستان میں 50 فیصد سے بھی زائد خواتین پنڈال کا حصہ بنیں۔ الہدایہ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے خواتین میں قرآن مجید فرقان حمید کے فہم کو فروغ دیا گیا۔ وائس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے ویمن امپاورمنٹ کے لئے اہم منصوبہ جات کا اجراء کیا گیا۔ ایم ایس ایم سسٹرز کے ذریعے مختلف کالجز اور یونیورسٹیز میں طالبات کی تربیت کے لئے تربیتی منصوبہ جات شروع کروائے گئے۔ ویمن لیگ کی ملک بھر کی عہدیداران و کارکنان کی تربیت کے لئے تنظیمی و تربیتی کیمپ منعقد کئے گئے۔ سوشل میڈیا کا اصلاح احوال کے لئے بہترین استعمال کیا گیا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ 44 ویں یوم تاسیس کے موقع پر اپنی قیادت کو یہ خوشخبری دے رہی ہے کہ ویمن لیگ کی تعلیمی و تربیتی سرگرمیاں کراچی سے لے کر گلگت بلتستان تک پھیل چکی ہیں اور الحمدللہ ایک مضبوط تنظیمی نیٹ ورک قائم ہوچکا ہے۔ اللہ رب العزت تحریک منہاج القرآن کو مصطفوی مشن پر قائم و دائم رکھے ۔کار خیر کے اس سفر میں حائل جملہ رکاوٹوں کو دور فرمائے اور ہمارے قائد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ ماہنامہ دختران اسلام کی طرف سے 44 ویں یوم تاسیس پر تحریک سے وابستہ اپنی تمام کارکنان و ذمہ داران بہنوں کو مبارکباد پیش کرتی ہیں۔

(ایڈیٹر دختران اسلام)

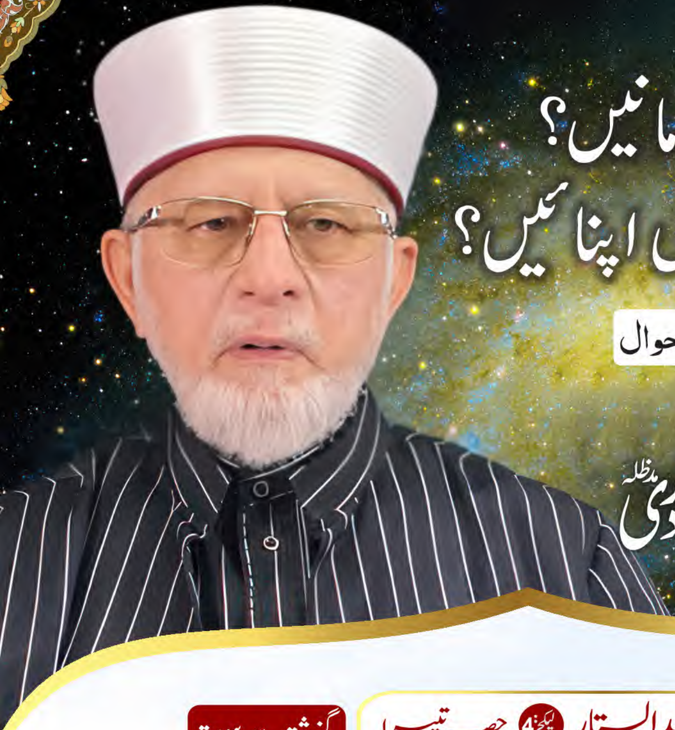

خدا کو کیوں مانیں؟ اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال

خصوصی خطاب
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

لیکچر 4 حصہ تیسرا

گزشتہ سے پیوستہ

اس خطاب میں ان ہستیوں کا تذکرہ ہے جنھوں نے شہادت سے بڑھ کر مشاہدہ کیا قرآن کہتا ہے کہ انتظار کرو ہم تمھیں جلد ہی دکھادیں گے اپنی نشانیاں اس کائنات کے اندر تمھاری جانوں کے اندر بھی۔ اللہ کے ایسے لوگ بھی ہوئے۔ جنھوں نے حسن مطلق کا مشاہدہ اپنے وجود کے اندر کیا۔ ہمیں بھی ان سے سیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے اندر کے گردو غبار دُھل جائیں اور ہمیں بھی اس نور سے کچھ نصیب ہوسکے۔ اس نور سے ہمارے قلب و باطن میں بھی کچھ انعکاس ہو۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کی وفات 234 ہجری میں ہوئی تھی۔ اس ضمن میں ان کا تذکرہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

بعض سیرت نگاروں کے نزدیک 261 ہجری میں ہوئی۔ تقریباً 250 ہجری کے لگ بھگ ہوئی تھی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں دور کرنا بہت ضروری ہیں۔ اجل عارفین کے امام ہیں جنھوں نے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو ایمان کی دولت سے بہرہ یاب کیا اور ولی پیدا کیے ہزارہا لوگوں کو اللہ کا قرب و معرفت دی۔ ان کو تقویٰ کے زیور سے نوازا۔ ان کے پاس حدیث بھی مرفوع آقا علیہ السلام کی سند کے ساتھ موجود ہیں۔ امام سلمی، امام ذہبی نے ذکر

فرمایا کہ کچھ اقوال ان کی طرف غلط منسوب کیے گئے ہیں۔ ان کی تاویل کرنا بھی غلط ہے۔ تاویل کرنے کی سند تب ثابت ہوتی ہے جب اس قول کی سند ثابت ہو اگر سند سے کوئی قول ثابت ہی نہیں ہے تو تاویل کر کے موضوع کو کیوں مغالطہ میں ڈالیں۔ شطیات چھوٹے درجے کے لوگ ہیں۔ جو تذکرے ائمہ و محدثین نے کیے ابتدائی دو، تین سو سال تک کوئی شطیات کا ذکر نہیں ہے۔ عبدالرحمن السلمی کی مستند کتاب جس میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے وہ ''طبقات صوفیاء'' ہے۔ عبدالرحمن السلمی جو 325 میں پیدا ہوئے۔ 412 میں آپ کی وفات ہے ان کی پیدائش حضرت بایزید بسطامیؒ کے وصال کے 75 سال بعد کی ہے۔ ان کے زمانے کے بالکل قریب ترین ان کی کتاب ''طبقات'' میں جس میں حضرت بایزید بسطامیؒ پر پورا باب ہے ان سے بڑھ کر مستند تذکرہ اولیاء و صوفیاء کا کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔ امام سلمی خود نہ صرف صوفی اور ولی اللہ ہیں بلکہ آپ محدثین کے امام تھے۔ امام بیہقی کے استاد ہیں امام بیہقی نے السنن الکبریٰ میں جو حدیث کی سب سے بڑی کتاب ہے ہر تیسری و چوتھی حدیث آپؒ سے روایت کی ہے۔ پائے کے لوگ بالواسطہ اور بلاواسطہ آپ کے تلامذہ ہیں۔ ان کا مرتبہ مسلم ہے۔ کوئی امام سلمی کے مقام و مرتبہ پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ اس کتاب میں شطیات کا کوئی ذکر نہیں کیا اس کا مطلب ہے۔ حضرت بایزید بسطامی کے 75 سال بعد یا سو سال بعد کوئی ایسے اقوال فضا میں موجود نہیں تھے۔

زمین میں ان سے متعلق شکوک و شبہات کا وجود نہیں تھا۔ ورنہ امام السلمی پہلے شخص ہوتے جو تذکرہ بایزید بسطامیؒ میں لکھتے۔ اس کے بعد امام ابو نعیم ان کی کتاب حلیہ اولیاء امام نعیم کی ولادت 330 ہجری میں ہوئی۔ امام السلمی کے 11 سال بعد پیدا ہوئے۔ ان کا زمانہ بھی حضرت بایزید السلمی کے بعد شروع ہوتا ہے۔ 80، 90 سال بعد ہوئے ہیں بہت بڑے عظیم محدث ہیں۔ انھوں نے بھی ایسی کوئی چیز ذکر نہیں کی۔ اس سے پتہ چلا کہ 150 سال تک ایسے کوئی اقوال آپ کی طرف منسوب نہیں تھے۔ اس کے بعد ایک جلیل القدر امام ابو القاسم القشیری جو رسالہ القشیریہ کے مصنف ہیں۔ یہ حضور داتا گنج بخش ہجویری کے دادا شیخ ہیں۔

امام قشیری بھی مسلم، محدث، فقہی اور عالم تھے یہ وہ ہستیاں ہیں جن پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ انھوں نے رسالہ قشیریہ میں بایزید بسطامیؒ کا ذکر کیا۔ انھوں نے بھی ایسے اقوال کا تذکرہ نہیں کیا اس سے پتہ چلا امام سلمی، امام ابو نعیم، امام قشیری کے دور میں بھی یہ اقوال نہیں پہنچے تھے۔ گویا حضرت بایزید بسطامیؒ کے 2، 3 سو سالوں تک ان اقوال کا نام و نشان دنیا میں نہیں تھا۔ اگر بعد میں امام ذہبی نے ذکر کیا تو کہا کہ یہ اقوال آپ کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔ اگر حضرت بایزید بسطامیؒ سے 450 سال

بعد کوئی ایسا تذکرہ کردے اس کا مطلب ہے کہ یہ باطن ہے۔اس میں کسی تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں کسی تبصرہ کی بھی ضرورت نہیں نہ اس کی تاویل کرکے دفاع کی ضرورت ہے۔

امام ذہبی نے 450 سال بعد لکھا تو لکھ کر اس کے اندر خود کہا یہ چیز ثابت نہیں ہے، غیر مصدقہ ہے جو سمجھتے ہیں یہ اقوال درست ہیں تو ان کے حال سکر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔اس معاملہ پر اسی وقت بحث شروع ہوگئی تھی کہ جو جلیل القدر ہیں ان کے ہاں ان کا ذکر نہیں ملتا۔اس کا مطلب ہے کہ یہ من گھڑت ہیں۔ایک کتاب جس کا حوالہ ہمارے واعظین جوش خطابت میں دیتے ہیں۔تذکرہ اولیاء شیخ فریدالدین عطار کا وہ پانچ سو سال بعد کی کتاب ہے۔بغیر سند کے 4، 5 سو سال بعد لکھی جانے والی کتاب کا کوئی قول کسی عظیم ہستی کے ساتھ منسوب کردے اس کو قبول نہیں کیا جائے گا۔اس کو پرکھا جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ ہوں یا حضرت جنید بغدادیؒ ہوں یا حضرت سری سقطیؒ ہوں یا حضرت معروف کرخیؒ ہوں یا ذوالنون مصری ہوں یا ابو بکر شبلی یا کوئی اس زمانے کے سلف صالحین کے اولیاء ہوں۔ان تمام کے احوال کو پرکھا جائے۔

اگر کوئی چیز ان کے احوال سے مطابقت نہیں رکھتی رد کردیا جائے گا۔میں نے تذکرہ اولیاء شیخ فریدالدین عطار کی 1971ء، 72ء میں پڑھی تھی۔مجھے ایک ریسرچ کے لیے ضرورت تھی۔شیخ فریدالدین عطار کی 1927ء کی وفات ہے۔ان کا زمانہ بایزید بسطامیؒ سے 4 سو سال بعد کا ہے۔تین سو سال کے بعد چیزیں اور مختلف باتیں ان کے ساتھ گھڑی ہیں جو بعد ازاں کتابوں میں آئیں۔لہذا ان چیزوں کو رد کردیا جائے۔جب میں نے 1971ء میں اس کتاب میں امام حسن بصریؒ کا ایک باب پڑھا تو میں نے یہ کتاب رکھ دی تھی کہ یہ کتاب غیر مصدقہ ہے۔غیر معتبر ہے یہ شیخ فریدالدین کی نہیں ہے۔ان سے غلط طور پر منسوب کی گئی ہے۔میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ یہ کیا لکھا ہوا ہے؟ انھوں نے کہا بیٹے کیا لکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا۔امام حسن بصری تابعیؒ ہیں۔ان کو بچپن کے زمانے میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔اس کتاب میں آقا علیہ السلام سے ملاقات دکھادی ہے۔

حضور علیہ السلام کی دعا لکھ دی ہے جب کہ حضرت حسن بصریؒ کی ولادت ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلاف کے آخری دو سال میں ہوئی۔ان کی ولادت ہی آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے 20، 21 سال بعد میں ہوئی ہے۔انھوں نے حضور علیہ السلام کی حیات میں ان کا بچپن دکھادیا ہے۔میرے والد محترم نے فرمایا یہ کتاب ان کی طرف منسوب ہے یہ ان کی کتاب ہی نہیں ہے۔اسی طرح یاد رہے کہ شیخ سعدی شیرازی کی طرف ایک ترجمہ قرآن منسوب ہے۔یہ ترجمہ ان سے ثابت ہی نہیں ہے۔خدا جانے کس نے لکھا اور ان کے ساتھ منسوب کردیا۔یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ

حضور علیہ السلام کی احادیث میں بھی موضوع چیزیں درج کر دی جاتی تھیں۔ یہ تو اولیاء کا تذکرہ ہے۔ ایسے لوگ بھی ہوئے جنھوں نے جرت کی حدیث نبوی ﷺ میں حدیثیں گھڑ کر حدیث میں داخل کر دیں کہا یہ حضور ﷺ کی حدیث ہے محدثین کو جرح و تعدیل کے ذریعے وضاحت کرنا پڑی ہے۔ اولیاء کے تذکروں میں بھی من گھڑت چیزیں شامل ہو گئیں۔ لکھنے والے نے کچھ لکھا تھا۔ بعد میں لوگوں نے دین میں فتنہ پیدا کرنے کے لیے ان کی تعلیمات کو مسخ کرنے اور گمراہی پھیلانے کے لیے من گھڑت کہانیوں کے ساتھ نئی کتاب منسوب کر دی۔ حقائق میں ردو بدل کر دی جو انھوں نے کتاب لکھی وہ گھر میں رہ گئی۔ اگر کتاب چیک کرنی ہو تو سند اور سن دیکھیں وہ ہستی کب تھی کتاب لکھی کب گئی۔ درمیان کے عرصہ میں کوئی سند ہے۔ 8 فروری کی ہے یا 9 فروری کی یہ جانچنا چاہیے۔

حدیث کی کتابوں میں جرح و تعدیل کا علم ہے لیکن تذکرہ کی کتابوں میں جرح و تعدیل کا علم نہیں تھا۔ کتابیں پڑھنا عالم کا کام ہے کیونکہ وہ مزاج شناس ہوتا ہے۔ وہ ایک صفحہ پڑھ کر پہچان جاتا ہے۔ یہ کتاب ان کی ہے یا نہیں ہے۔ جیسا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی طرف بھی کتاب منسوب ہے۔ اس طرح کئی اولیاء اللہ کی طرف منسوب رسائل ہیں۔ اگر بیٹھ کر پڑھیں وہ صفحہ کی عبارت بتا دے گی کہ یہ ان کے دور کا کلام ہی نہیں ہے۔ بعض کتابیں گھڑے ہوئے تصورات پر مبنی کسی شخص نے لکھیں اور ان کتابوں کو بزرگوں کے نام منسوب کر دیا۔ لہذا یہ علماء کا کام ہے کہ ان میں تفریق کریں کیونکہ ان میں جرح و تعدیل کا علم نہیں ہے۔

یہ چیزیں بغیر سند کے ہوتی ہیں۔ اس اہم تفریق کے لیے مستند عالم و محدث ہوں جن پر اعتماد کریں۔ اگر مستند محدث و محقق نہیں عام آدمی سے تو اس میں بحث و تمحیث نہیں کرنی چاہیے۔ یہ اعلیٰ قدر ہستیاں ہماری بدگمانی اور تصور سے بہت بلند تر ہیں۔ ان کے ذریعے لوگوں کے اعمال و احوال درست ہوتے ہیں۔

ابو موسیٰ ادبلی وہ بایزید بسطامیؒ کے خدام میں سے ہیں۔ بسطام کے ایک ولی اللہ بھی تھے۔ وہ بایزید بسطامیؒ کی حمایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے خواب دیکھا کہ اللہ رب العزت مجھے فرما رہے ہیں۔ تم سب مجھ سے طلب کرتے ہو۔ سوائے بایزید بسطامیؒ کے بایزید ایک واحد شخص ہے مجھ سے طلب نہیں کرتا بلکہ مجھ ہی کو طلب کرتا ہے۔ یہ فرق بایزید کے مقام اور عام صالحین کے مقام میں ہے کہ وہ مجھ سے مجھ ہی کو طلب کرتا ہے وہ میرا طالب ہے میں اس کا طالب ہوں۔

ایک معروف قول ہے جس سے آپ کا روحانی مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے روحانی طور پر آپ سے پوچھا اے بایزید! تو کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا میں چاہتا ہوں میں کچھ نہ چاہوں

سوائے اس کے جو توں چاہتا ہے۔ میرا ارادہ تیرے ارادے میں فنا ہو۔ میری چاہت تیری چاہت میں فنا ہو جائے۔ میری طلب تیری طلب میں فنا ہو جائے، میری زندگی کی اپنی کوئی خواہشات نہ رہیں، کوئی ترجیحات نہ رہیں۔ میری زندگی کی ساری چاہتیں تیری ایک چاہت میں فنا ہو جائیں۔ یہ قول اہل علم میں سے کوئی سمجھے کہ تصوف کی کتابوں میں آیا ہے۔ یا نہیں۔ بایزید بسطامیؒ کے درجہ کا جائزہ لیں کہ علامہ ابن تیمیہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔ بایزید بسطامی کا مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے اپنے مجموع الفتاویٰ میں بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں۔

الشیخ نے جب کہا! ارید اللہ ''میں کچھ نہ چاہوں جو میرا اللہ چاہے'' کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے یہ اللہ کے ارادے میں فنا ہونا چاہتے ہیں۔ ان کی ساری محبتیں اللہ کی محبت میں فنا ہو جائے۔ ان کی رضا اللہ کی رضا میں فنا ہو جائے جب بندہ اس درجے میں چلا جاتا ہے۔ وہ بندہ اللہ کا محب ہی نہیں رہتا بلکہ اللہ کا طالب بن جاتا ہے۔ اللہ کا مطلوب بن جاتا ہے پھر اللہ اس کو چاہتا ہے۔ یہ علامہ ابن تیمیہ نے بیان کیا پھر علامہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں اس کی تصدیق کی جو اتنے بڑے محدث اپنے منہج کے اعتبار سے اور طرح کے محدث ہیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ 30 سال تک میں نے مجاہدہ کیا۔ اندازہ کریں ان عظیم ہستیوں نے اللہ کو پانے کے لیے کتنے مجاہدے کیے اللہ کو منانے کے لیے؟ ہم دس راتیں پورے سال کا نکال کر آتے ہیں دنیا میں یہ بھی غنیمت ہے جبکہ اُن عظیم ہستیوں کے لیے ہر روز چند لمحے اعتکاف ہوا کرتے تھے۔ پہلے زمانوں میں جس کا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق تھا۔ ان کا ہر رات کچھ نہ کچھ لمحہ اعتکاف ہوا کرتا تھا۔ وہ اللہ کی یاد میں لو لگا کر بیٹھتا تھا۔ اللہ کی یاد میں سر جھکا کر بیٹھتا تھا۔ اس کے عشق و محبت میں جڑا رہتا تھا۔ ہم سال میں چند دونوں کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ لہذا اپنی راتوں اور دنوں کو ایسا بنا لیں کہ ایک تسلسل پیدا ہو جائے۔ ہمارا کا تعلق اللہ کے ساتھ جڑ جائے اللہ پاک اس میں خیرات کے چشمے پیدا کر دے گا۔ مجاہدہ کے بغیر کچھ نہیں ملتا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال مجاہدہ کیا میں نے کوئی چیز علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے مشکل نہیں پائی لوگ علم حاصل کر لیتے ہیں جبکہ ہم تو علم کے حصول کی بھی محنت نہیں کرتے۔

اتنی تن آسانی اس دور میں آگئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں لوگ علم حاصل کر لیتے ہیں جبکہ علم کے حصول سے بھی مشکل اصل مقام جہاں مرد کی مردانگی کا پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ جو علم اس کے پاس ہے اس پر عمل کتنا کرتا ہے؟ جو شخص علم نافع حاصل کر لے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ، شریعت اور اوامر و نواہی کا علم حاصل کر لے۔ اس پر عمل پیرا ہو جائے علم کی مطابعت کرے

جب وہ علم کی مطابعت کرے گا علم اس کے لیے نور بن جائے گا۔ اس کے من کے اندھیرے دور ہو جائیں گے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ سے پوچھا گیا کہ عارف کی پہچان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا جی اللہ کے ذکر سے نہ بھرے۔ اس کی یاد سے کبھی جی نہ بھرے اللہ کا حق ادا کرتے کرتے کبھی تھکے نہیں۔ اللہ کے سوا کسی اور سے موانست نہ ہو۔ کسی اور کے تعلق سے اسے وہ کیف و سرور نہ ملے جو اسے اللہ کو یاد کر کے ملے۔ اللہ کو یاد کر کے سجدہ ریزی میں جو اس کا حال ہو اسے ذکر الٰہی میں کہیں اور نہ ملے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں جب میں نے اللہ کی معرفت کا سفر شروع کیا تو شروع میں مجھے چار چیزوں کا مغالطہ تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، بندہ اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے، میں سمجھتا تھا کہ بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے، بندہ اللہ کی طلب کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: جب میں نے سفر مکمل کیا تو مجھے سمجھ آئی کہ بندہ کسی شے میں بھی پہل نہیں کرتا۔ پہلے اللہ بندہ کو طلب کرتا ہے۔ پھر بندہ اللہ کو طلب کرنے لگ جاتا ہے۔ پہلے اللہ بندے سے محبت کرتا ہے پھر بندہ اللہ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ اس طرح قدم پہلے اللہ کی طرف سے اٹھتا ہے پھر بندے کی طرف سے اٹھتا ہے۔ یہ تقدم و تاخیر کیسے ہوتا ہے؟ اللہ ہر روز اپنے مومن بندوں کے دلوں میں نگاہ ڈالتا ہے۔ جو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ ایک دن میں 70 مرتبہ اللہ کی نگاہ ان کے دل پر پڑتی ہے۔ جب اللہ ستر مرتبہ روزانہ دیکھتا ہے کہ میرے اس بندے کے دل میں میرے سوا کسی اور کی طلب نہیں ہے۔ میرے سوا کسی اور کی محبت نہیں میرے سوا کسی اور کا شوق نہیں میرے سوا کسی اور محبت میں فنا نہیں۔ جب اللہ دیکھتا ہے کہ اس بندے کا دل میرے لیے خالی ہے، میری خلوت گاہ ہے۔ اللہ اس کے دل میں اپنی محبت ڈال دیتا ہے، اپنی طلب ڈال دیتا ہے۔ اللہ اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ خود اس کا طالب بن جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے حدیث قدسی میں فرمایا اگر بندہ ایک قدم چل کر جاتا ہے تو اللہ بندے کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ ایک روز کہنے لگے اے میرے مولا! میرے فرحت و سرور کا یہ عالم ہے کہ جب میں تیری بارگاہ میں کھڑا ڈر رہا ہوتا ہوں کہ کہیں تو ناراض نہ ہو جائے کہیں سزا نہ دے دے کہیں عذاب والوں میں میرا نام نہ لکھا جائے۔ تجھ سے ڈرتے ہوئے لذت و سرور کا یہ عالم ہے تو پھر اس لذت کا حال کیا ہو گا جب تو سارے خوف دور کر دے گا۔ اپنی بارگاہ سے اپنی امان میں لے لے گا جب تو نور کی کرسی پر جلوہ گر ہو گا۔ جب پردے ہٹا دیئے جائیں گے۔ جمعہ کا دن ہو گا اور حکم ہو گا عاشق جمع ہو جائیں آج اللہ کا دیدار ہونے والا ہے۔ سارے عاشقوں کو جنت کی کرسیوں پر بٹھایا جائے گا اور حکم

ہو گا فرشتو! آج پردہ اٹھا دو ساری زندگی میرے دیدار کے لیے تڑپنے والے آج مجلس میں ہیں۔ آج میرا دیدار کر لیں۔ جب دیدار ہو جائے گا تو خوف دور ہو جائے گا۔

جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے آمنے سامنے بٹھالے گا اس وقت لذت و سرور کا عالم کیا ہو گا؟ آج وہ دیدار پوشیدہ ہے اور ہم ڈرتے ہیں۔ اس ڈرنے کی یہ لذت ہے تیرے ملنے کی لذت کیا ہو گی؟ مگر ان لذتوں کو پانے کے لیے دنیا کی حرص و ہوس کو کھونا پڑتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں صیاد بھی راضی رہے اور باغ کے مالک کی بھی خیر ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ہم نے تو دل میں دنیا کے بت پالے ہوئے ہیں۔ ہمارا دل بت خانہ ہو دنیا کی خواہش کا، مال، دولت کا، طاقت، سلطنت و عزت کا بت جاہ و منصب کا بت۔ ہم تو ساری زندگی "میں" کو پالتے اور میں کی پوجا کرواتے ہیں۔ اپنی نفس کی راحت کے سوا کسی چیز کے طلب گار نہیں ہیں۔ جن کی شب و روز نفس کی پوجا میں بسر ہو جن کے دل میں سوائے مادی دنیا کے مال، دولت، عزت، طاقت، جاہ و منصب، حرص کے سوا کچھ نہ ہو۔ وہ چند لمحوں کے لیے سمجھے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ میں اللہ سے مل جاؤں۔

راستے اس طرح سے نہیں ملتے۔ اللہ کو پانے کے لیے کچھ وصل کے لیے کچھ فصل کرنا پڑتا ہے۔ کسی شے سے دل کو کاٹنا پڑتا ہے تب جا کر دل مولا کے ساتھ ملتا ہے وصلین وہ تھے جو ان سے جڑ گئے جڑے تب جب اس کے غیر سے کٹے۔ ایسی کیفیت پیدا کریں کہ دل دنیا کی حرص و ہوس سے کٹ جائے تا کہ اس کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہو کہ بارگاہ اقدس اور مولا کی بارگاہ کے ساتھ جڑ جائے۔ اللہ پاک نے ہمارے جسموں کے اندر ایک عرش رکھ دیا ہے۔ اس کو عرش بننے کی صلاحیت دی ہے۔ وہ ہمارا قلب ہے ہم نے اس کو فرش بنا رکھا ہے جو مادی دنیا سے رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ مگر اس میں صلاحیت ہے اگر اس کو ہوا و ہوس سے نکال لیں یہ قلب جو فرش ہے ایک لمحے میں عرش بن جائے گا۔ بس لاء کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ان درس سے ایمان کو مضبوط کرنا اللہ کی معرفت کو سمجھنا۔ اللہ کی چاہت کو مضبوط کرنا اللہ کی محبت کا طریق سیکھنا اس سے شوق و لقاء کی باتیں سننا اُس ذکر کے سننے کی لذت کو لینا، لذت کو من میں اپنانا پھر اس کو زندگی میں جاری کرنا اور اس پر عمل کرنا پھر اسے زندگی کے معاملات میں طور طریقہ میں قائم کرنا تا کہ کوئی لمحہ و لحظہ اللہ کی رضا کے خلاف نہ گزرے، اللہ کی امر و نہی کے خلاف نہ گزرے جوں جوں اس اس راستے کی طرف چلتے چلے جاتے ہیں تو مولا انسان کو قریب کرتا ہے۔ اس فصل کے نتیجے میں وصل سے نوازتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہمارے حال پر کرم کرے۔ آمین

سیرت النبی ﷺ کا منظوم اظہارِ خیال

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (الاحزاب، 33: 21)

”فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے“۔

اس آیت کریمہ کو جب علماء نے اپنے سامنے رکھا تو انہوں نے نثر کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے حوالے سے سیرت نگاری کی اور کتب سیرت میں آپ کی سیرت کے تذکرے کیے اور جب اس آیت کریمہ کو شعراء نے اپنے سامنے رکھا تو انہوں نے نظم کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے تذکروں کو منظوم کیا۔ یوں سیرت کا بیان نثر کی صورت میں ہوا اور سیرت کا بیان نظم کی صورت میں بھی ہوا۔ ہر کوئی اپنی اپنی استعداد اور اپنے اپنے طبعی ذوق اور اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو بیان کرتا رہا۔ شعراء میں سے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو منظوم کیا ان میں سے سرفہرست نام شاعر دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابتؓ کا آتا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اپنا کلام رسول اللہ ﷺ کو سنایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں سے فضائلِ سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت حسان بن ثابتؓ کہتے ہیں:

واحسن منك لم ترقط عيني۔۔۔۔۔ واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبراء من کل عيب۔۔۔۔۔ کانك قد خلقت کما تشاء

حضرت حسان بن ثابتؓ نے یہ اشعار کہے تو پھر ان کی اتباع میں بے شمار اور لاتعداد شعراء نے اپنے اپنے زمانے میں سیرت رسول ﷺ کو منظوم انداز میں بیان کرنا شروع کر دیا۔ آج سیرت کو منظوم انداز میں بیان کرنے والا ہر شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ سے راہنمائی لے رہا ہے اور ان کے کلام کو اپنے لیے ایک منہج اور اسلوب بنا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حسن اور جمال کے تذکروں کو ہر کسی نے اپنے انداز میں بیان کیا مگر ان سب اشعار اور ان سب کلاموں کا مفہوم اور مرکزی نکتہ مااجملک تیری صورت ہے اور مااحسنک تیری سیرت ہے۔ اسی تصور کو اپنے ذہن و دل میں رکھتے ہوئے خالد محمود خالد کہتا ہے:

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

میرے آقا کو اللہ نے بے مثال اور بے نظیر بنایا ہے، میری نگاہوں میں اب آپ کے سوا کوئی جچتا ہی نہیں۔ اس لیے میرے سرکار جیسا کوئی ہے ہی نہیں۔ اعظم چشتی اس تصور کو یوں بیان کرتے ہیں:

ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پر مگر عرش نشیں ہے

اللہ نے اپنے رسول کو خاتم النبیین بنا کر قیامت تک سارے زمانہ نبوت و رسالت کے لیے بے مثل بنایا ہے اور یہ اعزاز و شرف صرف آپ ہی کو دیا ہے کہ آپ ہی کو اس نے اپنا محبوب بنایا ہے۔

مزید برآں آپ کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ ''نہیں'' ہے کہ تیرے لب پہ نہیں ہے
ہر اک کو میسر کہاں اس در کی غلامی
اس در کا تو دربان بھی جبرئیل امیں ہے

حضرت حسان بن ثابتؓ ہی کے منظوم تصور کو آگے بڑھاتے ہوئے صائم چشتی کہتے ہیں:

تو شاہ خوباں تو جانِ جاناں ہے چہرہ ام الکتاب
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گی مثال تیری جواب تیرا

اللہ نے آپ کو وہ حسن ذات عطا کیا ہے آپ اس دنیا کے حسین لوگوں کے بھی سردار ہیں۔ حتی کہ ان شاہ خوباں کی جان ہیں۔ آپ کے چہرہ اقدس کو باری تعالیٰ نے والضحیٰ بنایا ہے اور ام الکتاب بنایا ہے۔ ایسا شاہ خوباں اس کائنات نے نہ پہلے کبھی دیکھا ہے اور نہ آئندہ کبھی دیکھے گی۔ اس لیے کہ آپ ہی اللہ کی ربوبیت کا شاہکار ہیں۔

اسی تصور کو ''یکتا'' اپنے انداز میں یوں بیان کرتے ہیں:

اے میرے سرور دین آپ سا کوئی نہیں
دونوں عالم میں نہیں حسن یوسف کی قسم

اس کائنات میں رسول اللہ ﷺ کی آمد سے قبل حسن یوسف حسن کے باب میں ایک تلمیح رہا ہے جب آپ ﷺ کی ولادت اور بعثت ہوگئی دنیا نے حسن یوسف سے بھی بڑھ کر حسین محمدی ﷺ کو دیکھا۔ اب حسن و جمال کے باب میں بھی مثال حسن یوسفی نہ ٹھہرا بلکہ حسن محمدی ﷺ ایک مثال بن گیا اور ایک نظیر بن گیا۔ اب حسن و جمال کا تصور سمجھانے کے لیے مثال حسن یوسفی نہ رہا بلکہ حسن محمدی ﷺ بن گیا۔

حفیظ تائب بھی حضرت حسان بن ثابتؓ کے تصور سیرت کو ان اشعار میں یوں منظوم کرتے ہیں:

خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ
تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

یہ انتہائی خوبصورت انداز میں منظوم بیان سیرت ہے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ جیسا کوئی آیا ہے نہ کوئی آئے گا۔ اس جہاں میں آپ جیسے کی مثال خود آپ ہی ذات ہے جو 1438 چودہ سو سال سے یہ کائنات یہی خبر دے رہی ہے۔ آپ جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ یہی جریدہ عالم پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ آپ کی کوئی نظیر نہیں آپ کی کوئی مثال نہیں۔ آپ بے مثل محبوب خدا ہیں۔ آپ کے اوصاف و کمالات ایک خوشبو بن کر سارے عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اس لیے تنویر نقوی بھی کہتے ہیں:

تجھ سا جہاں میں کوئی نہیں

اب اس بے مثل کے آنے پر، خوشی کا اظہار ایک فطرتی بات ہے۔ آپ کی آمد پر فرحت و مسرت ہونا تقاضا فطرتِ بشر ہے۔ بے مثل و بے مثال اور بے نظیر و لاجواب کے ظہور پر جشن مسرت انسان

کی روح اور دل کی آواز ہے اور اس کائنات کا ذرہ ذرہ بھی انسان کے ہمنوا بن جاتا ہے۔ اس لیے وہ تو پہلے ہی فطرت میں انسان فطرت کے قریب ہوتا ہے آواز فطرت کو سنتا ہے تو پھر محمد علی ظہوری قصوری کی زبان میں یوں پکارتا ہے:

فلک کے نظارو، زمین کی بہارو سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں
اٹھو بے سہارو چلو غم کے مارو خبر یہ سناؤ حضور آ گئے ہیں
ہوا چار سو رحمتوں کا بسیرا اجالا اجالا سویرا سویرا
حلیمہ کو پہنچی خبر آمنہ کی میرے گھر میں آؤ حضور آ گئے ہیں
کہاں میں ظہوری کہاں ان کی باتیں کرم ہی کرم ہے یہ دن اور راتیں
جہاں پر بھی جاؤ یہی کہتے جاؤ حضور آ گئے ہیں حضور آ گئے ہیں

رسول اللہ ﷺ کی آمد پر اظہار فرحت انسان کے اندر محبت رسول کے داعیے کو مضبوط و مستحکم کرتا ہے جیسے کسی پیارے کی ہمارے گھر میں آمد ہمیں فرحت و مسرت کے جذبات دیتی ہے۔ اسی طرح اسی کائنات میں رسول اللہ ﷺ کی آمد اہل ایمان کے جذبات محبت کو فروزاں کرتی ہے۔ اس لیے ایک امتی کا رسول اللہ ﷺ سے تعلق ہے ہی محبت کا ہے۔ یہی محبت رسول جب راسخ ہوتی ہے تو ایمان بنتی ہے اور یہی محبت جب دل و دماغ میں جا گزیں ہو جاتی ہے تو اطاعت رسول ﷺ اور سیرت رسول ﷺ بنتی ہے۔

اس لیے محبت رسول ﷺ سے فرار اور محبت رسو ﷺ کے داعیات سے انکار سیرت رسول ﷺ کے مظاہر سے فرار ہے۔ اس لیے مسلمان تو اس وجود کا نام ہے جس میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی محبت موجود ہو۔ مسلمان تو اسلام لانے کے ظاہر کا نام ہے وہی مسلمان جب دل سے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں مستغرق ہوتا ہے تو وہ مومن بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت ایک مسلمان کو سچا مسلمان اور ایک پکا مومن بناتی ہے۔ اس لیے اقبال کہتے ہیں کہ اگر مجھ سے دین کی حقیت پوچھنا چاہو اور دین کی ساری تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ جاننا چاہو تو وہ محبت رسول ﷺ ہے اور ایمان کی حقیقت اور ایمان کی روح محبت رسول ﷺ ہے اور سارے قرآن کا حاصل سارے قرآن کا مغز محبت رسول ﷺ ہے۔

اس لیے وہ امت کو دین، ایمان اور قرآن کی حقیقت سمجھاتے فرماتے ہیں:

مغز قرآں روح ایماں جانِ دین
ہست حُبِ رحمۃ للعالمین

شعراء اسلام نے رسول اللہ ﷺ کی اس محبت کو بڑھانے اور اہل ایمان کے دلوں میں اس محبت کے بھانبڑ مچانے کے لیے اپنے شعروں اور اپنے کلاموں میں اس روح ایمان، اس جان دین اور اس مغز قرآن کا اہتمام کیا ہے۔

شیخ سعدی شیرازی اس محبت رسول ﷺ کو اجاگر کرنے کے لیے بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں ایک ہدیہ عقیدت اپنا اظہار محبت یوں کرتے ہیں:

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

اس کائنات میں انسانی شرف کی ساری بلندیاں آپ کی سیرت میں تاباں ہیں، آپ کی سیرت اقدس نے ہی اس جہاں سے انسانی کرداروں میں ظلمتوں اور اندھیروں کا خاتمہ کیا ہے۔ آپ ہی کی سیرت تمام زمانوں میں حسنت سب سے اچھی سیرت ہے۔ سب سے اعلیٰ سیرت ہے اور سب سے بہترین سیرت ہے اور اعلیٰ خصائل کی بنا پر قیامت تک ہر انسان کی ضرورت آپ ﷺ ہی کی سیرت ہے۔

امام شرف الدین بوصیری پر جب سیرۃ الرسول کے مختلف گوشے اور مختلف پہلو وا ہوتے ہیں اور سیرت النبی ﷺ کی عظمتوں، رفعتوں اور بلندیوں سے سرشار ہوتے ہیں تو بے ساختہ یوں پکار اٹھتے ہیں:

مولای صل و سلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

محمد سید الکونین والثقلین والفریقین من عرب و عجم

یا رب بالمصطفٰی بلغ مقاصدنا واغفر لنا ما مضی یا باری النیم

میرے مولا میں اس حبیب مکرم پر درود و سلام بھیجتا ہوں جس کو تو نے اپنی خلق میں سے سب سے بہترین مخلوق کا اعزاز و اکرام بخشا ہے۔ جس کو ارضی و سماوی کائنات کا سردار بنایا ہے جس کو تو نے انسانوں اور جنات کا امام بنایا ہے جس کو تو نے سارے انسانوں کا مقتدا اور رہبر بنایا ہے۔ مولا مجھے ان کے دامن سے وابستہ کر مجھے بھی اپنی سیرت میں ان کی سیرت کی پیروی کی توفیق دے۔ میری بے خبری اور لاعلمی کی زندگی اب ختم ہوئی۔ میری زندگی میں ان کی زندگی کا رنگ چڑھا دے ان کو میرا اور مجھ کو ان کا کر دے، اس لیے کہ خیر الخلق کلھم آپ ہی ہیں۔ سید الکونین آپ ہی ہیں، سید الثقلین آپ ہی ہیں، سید العرب والعجم آپ ہی ہیں، بلغ مجھے اس ذات تک پہنچا، ان کے قدموں تک میری رسائی کرا، مجھے ان کا سچا اور سُچا پیروکار بنا۔ میرے کردار میں ان کے کردار کی خوشبو آئے۔

اس لیے یہ نبی ہماری حیات میں آیا ہے اور تو ہماری سیرت میں بھی آئے۔ اس نبی کی آمد کے لیے سارے زمانوں کے لوگ منتظر رہے۔ خود انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں منتظر رہے۔ ہزاروں،

لاکھوں دعا کرتے رہے۔ جن کی نمائندگی قس بن ساعدہ آپ کی ولادت سے قبل تورات وانجیل میں آپ کی آمداور آپ کی نشانیوں کو جان کریوں کرتا ہے:

ارسل فینا احمد خیرنبی قد بعث

ہمارے اندر اس نبی کو مبعوث فرما جس کا وجود سراپا خیر ہی خیر ہے اس نبی کے قدم سے ہم کو بھی زمانے کی خبر مل جائے۔اس خبر کے ظہور پر اور مدینہ منورہ میں آپ کی آمد کے موقع پر اہل مدینہ آپ کی تشریف آوری پر شکر واجب کا اظہار کرتے ہیں۔آپ کی آمد کے باعث انسان کو رفعت ملی اور طبقہ نسواں کو عظمت ملی، اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ کا سارے اہل مدینہ کے ساتھ فرحت وانبساط کے ساتھ استقبال کرتے ہوئے مدینہ کی بچیاں ان اشعار کو اپنی زبان پر لاتی ہیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

واجب الشکر علینا ما داع للہ داع

ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

اے اہل مدینہ ، دیکھو وہ چاند سا چہرہ تمہارے سامنے ہے جس کے استقبال کے لیے تم ہر روز آتے تھے وہ آج آگیا ہے ایک بدر منیر بن کر تمہارے اوپر طلوع ہوا ہے۔اس نعمت پر آؤ سب اللہ کا شکر بجا لائیں، اللہ نے یہ رسول ﷺ ہمیں عطا کیا ہے۔اب اس رسول کی قدر دانی یہ ہے کہ ہم اس رسول ﷺ کی اطاعت کریں اور اس کی پیروی کریں اور اس کی سیرت کو اپنائیں۔یہ رسول ہماری طرف آیا نہیں بلکہ بھیجا گیا ہے۔یہ داعی الی اللہ ہے اس کا امر ہمارے لیے واجب اطاعت ہے۔آؤ اس رسول ﷺ سے وابستہ ہو جاؤ۔

اب ایک مسلمان وہ ہے جس کی سیرت رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہو اب ایک مومن وہ ہے جس کی سیرت کی جہت رسول اللہ ﷺ ہو اور وہ اپنی ہر عادت اور خصلت اور اپنی سیرت کی ہر حرکت کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے استوار کرے اور اپنی سیرت کے اعمال روزانہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہو۔

اس لیے مولانا عبدالرحمن جامی کہتے ہیں:

نسیما! جانب بطحا گذر کن　　　　زاحوالم محمد را خبر کن

اے ھوا تو مدینے کی طرف سفر کر اور میری سیرت اور میرے احوال سے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کر اور میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے توجہ کا فیضان مانگ اور میری سیرت پر آپ کا کرم معنی مزید برآں کہتے ہیں:

رساں رساں بدرروضہ رسول کریم

بصد تفرع زمن بے نوا سلام علیک

اے صبا تو رسول اللہ ﷺ کے روضہ انور کی طرف اپنا سفر کر اور مجھ جیسے بے کس و بے نوا کا اور گنہگار و بے سہارا کا سلام آپ کی بارگاہ میں بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ پیش کر اور میرے لیے آپ کی نگاہ التفات کا سوال کر۔

اے صبا جب تو میری طرف سے اس بارگاہ میں حاضر ہو جائے تو میرا مدعا پیش کرنے سے پہلے یوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سب سے پہلے سلام پیش کرنا اور اس سلام کا یہ انداز اختیار کرنا۔

یا شفیع الوریٰ سلام علیک — یا نبی الھدیٰ سلام علیک

یا مھبط الوحی منزل القرآن — انت نور الھدیٰ سلام علیک

اے وہ ذات جس کو اللہ نے تمام مومنوں کے لیے شفیع بنایا ہے جسے قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں تمام انسانوں کا شفیع ہونے کا اعزاز عطا کیا ہے۔ آپ کی ذات پر میری طرف سے سلام عاجزانہ پیش ہو اور اے وہ ذات جس کو اللہ نے سارے انسانوں کے لیے باعث ہدایت بنایا ہے اور جس کو ھادی انس و جاں کا اعزاز بخشا ہے۔ اس ذات پر میری طرف سے سلام ہو۔ اے وہ ذات جس پر وحی کا نزول ہوا ہے اور جس پر قرآن نازل ہوا ہے جس کو اللہ نے سراپا نور بنایا ہے۔ اس ذات پر میرا سلام ہو۔

یوں ہر دور میں شعراء رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور آپ کی محبت اور آپ سے اپنی بے پناہ عقیدت کا اظہار اپنے اپنے شعروں اور سلاموں میں کرتے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے اور قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ کوئی کلام شاعر اس باب میں حرف آخر نہ بن سکا ہے اور نہ بن سکے گا۔ ایسا کیوں نہ ہو گا اس کی وجہ تمام شعراء کے جذبات عقیدت و محبت کی نمائندگی کرتے ہوئے حافظ شیرازی اپنے ان اشعار میں یوں کرتے ہیں:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجھك المنیر

لا یمکن ثنا کما کان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

بیان سیرت میں ایک پہلو اس کا عصری اطلاق کا بھی ہے۔ شعراء میں یہ اسلوب اور منہج بھی دکھائی دیتا ہے اور امت پر گذرنے والے احوال اور مصائب و آلام اور امت کی اجتماعی حالت زار اور مسلمانوں کے اجتماعی کردار کی پستی اور دین سے دوری اور دنیا پرستی اور اللہ سے دوری اور اس زندگی کی دنیا داری اور ہوس پرستی، زرپرستی اور خواہش پرستی، قرآن سے بے غبتی اور سنت و سیرت رسول ﷺ سے

بے نیازی اور مومنانہ کردار کی رسوائی اور مسلم کردار کی جگ ہنسائی کا تذکرہ بھی استغاثے کے اسلوب بارگاہ رسالتمآب میں یوں کرتے ہیں۔اس حوالے سے الطاف حسین حالی کہتے ہیں:

اے خاصہ، خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
وہ دین، ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
جس دین نے دل آ کے تھے غیروں کے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

''یکتا'' اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری حالت یہ کیوں ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں۔

بن گئے سیم وزر کے بندے تن کے اجلے من کے گندے
چھن گئی ہم سے فقر کی دولت، آقا ہم سے بھول ہوئی
علم و عمل کا رشتہ ٹوٹا جب سے تیرا دامن چھوٹا
فرقہ فرقہ ہو گئی وحدت آقا ہم سے بھول ہوئی

طفیل ہوشیار پوری امت کی موجودہ حالت زار پر بارگاہ رسالتمآب میں استغاثہ یوں پیش کرتے ہیں:

ظہوری قصوری کہتے ہیں:

فلک کے نظارو زمین کی بہارو سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں
اٹھو بے سہارو چلو غم کے مارو خبر یہ سناؤ حضور آ گئے ہیں
ہوا چار سو رحمتوں کا بسیرا اجالا اجالا سویرا سویرا
حلیمہ کو پہنچی خبر آمنہؓ کی میرے گھر میں آؤ حضور آ گئے ہیں
کہاں میں ظہوری کہاں ان کی باتیں کرم ہی کرم ہے یہ دن اور راتیں
جہاں پر بھی جاؤ یہی کہتے جاؤ حضور آ گئے ہیں حضور آ گئے ہیں

خالد محمود خالد کہتے ہیں:

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

کیوں چاند میں کھوئے ہو الجھے ہو ستاروں میں
آقا کو میرے ڈھونڈو قرآن کے پاروں میں

طفیل ہوشیار پوری لکھتے ہیں:

ہادی محترم ہادی محترم چل سکے تیرے نقش قدم پر نہ ہم
کون سے منہ سے آقا کریں عرضِ غم ہم خطاوار ہیں ہم گناہ گار ہیں
پڑ گئی ماند ایمان کی تابندگی زندگی بن گئی وجہ شرمندگی
باہمی رنجشیں رنگ لا کر رہیں پھیل کر نفرتیں وجہ شر بن گئیں
آج اپنی نگاہوں میں بھی خوار ہیں ہادی محترم ہم خطاوار ہیں
بندہ حق تھے ہم بندہ زر بنے طالب خیر تھے موجب شر بنے
زر کی خاطر ضمیروں کے سودے کیے کنکریں لے کر ہیروں کے سودے کیے
دام حرص و ہوا میں گرفتار ہیں ہادی محترم ہم خطاوار ہیں
ایک دھبہ ہیں ہم نامِ اسلام پر طنز ہیں ایک قرآں کے پیغام پر
ولولے سرد ہیں غیرتیں مر چکیں اپنے کردار پر پھر بھی نادم نہیں
زندگی کے لیے وجہ آزار ہیں ہادی محترم ہم خطاوار ہیں
شاہ لوک ہیں تو ترے امتی تجھ سے نسبت تو ہے نام ہی کو سہی
حق ہمیں جذبِ فاروق و صدیق دے ظلم کو ختم کرنے کی توفیق دے
تیری رحمت کے آقا طلبگار ہیں ہادی محترم ہم خطاوار ہیں
ہادی محترم ہادی محترم چل سکے تیرے نقش قدم پر نہ ہم
کون سے منہ سے آقا کریں عرض غم ہم خطاوار ہیں ہم گناہ گار ہیں

اس پر مزید کسی نے کیا خوب کہا:

ہو گئے بزم جہاں میں خوار ہم
چاہتے ہیں اک نظر سرکار ہم

سوشل میڈیا کا بامقصد استعمال، مگر کیسے؟

عبد الستار منہاجین

تحریکی زندگی میں سوشل میڈیا کے استعمال کا سب سے بڑا مقصد نئے لوگوں تک تحریک کا پیغام پہنچانا ہے۔ دیگر تمام مقاصد ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ ماضی میں حضور شیخ الاسلام کا خطاب سنانے کیلئے بہت سے لوازمات پورے کرنا پڑتے تھے۔ نوے کی دہائی میں کارکنان ٹی وی اور وی سی آر اپنے کندھوں پر اٹھائے گلی کوچوں اور چوراہوں میں پھرتے تھے اور جہاں کہیں موقع ملتا وہیں خطاب چلا دیتے، جو راہگیروں کو اپنی جانب متوجہ کر لیتا۔ ایسا کرتے وقت موسم کی سختیوں اور بجلی کی عدم موجودگی جیسے بے شمار مسائل راستہ روکنے کو تیار ہوتے مگر جذبہ رکھنے والے کارکنان ڈٹ کر حالات کا مقابلہ کرتے اور کئی کئی میلوں تک سفر کر کے خطابات سنوانے کا انتظام کرتے تھے۔

آج کے سوشل میڈیا دور میں نئے لوگوں تک تحریک کا پیغام پہنچانا بہت آسان ہو گیا ہے۔ عام کارکنان کیلئے اب تحریک کی دعوت کے فروغ کیلئے موسم کی سختیوں کا سامنا کرنے اور کئی میلوں کا سفر کرنے کی ضروری نہیں رہی۔ اب تحریک کی دعوت صرف ایک کلک کی دوری پر ہے۔ یہ ایک کلک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا پیغام آپ کے سوشل سرکل یعنی آپ کے رشتہ داروں، دوستوں اور دیگر تعلق داروں تک پہنچا دیتا ہے۔

سوشل سرکل (حلقۂ احباب)

عام زندگی میں ہمارا حلقۂ احباب اُن افراد پر مشتمل ہوتا ہے جن سے ہمارا کسی بھی قسم کا تعلق ہو۔ یعنی ہمارے رشتہ دار، محلے دار، کلاس فیلوز، کاروبار یا ملازمت کے ساتھی اور مشترکہ دینی وابستگی رکھنے والے تمام افراد عام زندگی میں ہمارا سوشل سرکل (حلقۂ احباب) ہوتے ہیں۔

آن لائن سوشل سرکل کیا ہوتا ہے؟

کسی سوشل ویب سائٹ پر موجود ہمارا حلقۂ احباب ہی ہمارا سوشل سرکل کہلاتا ہے۔ سوشل سرکل بالعموم اِن تین درجوں پر مشتمل ہوتا ہے، جنہیں ہم سادہ زبان میں تین سرکل بھی کہہ سکتے ہیں۔

1. ہمارے دوست
2. ہمارے دوستوں کے دوست، اور
3. ہمارے دوستوں کے دوستوں کے دوست

سوشل سرکل کو مزید سمجھنے کیلئے ہم یوں دیکھتے ہیں کہ جب ہم کسی سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر اپنا اکاؤنٹ بناتے ہیں اور اس میں اپنی جان پہچان والے کچھ لوگوں کو بطور فرینڈ شامل کرتے ہیں تو ہمارے وہ دوست ہمارا پہلا سوشل سرکل کہلاتے ہیں۔ اور ہمارے وہ دوست چونکہ پہلے سے وہاں موجود تھے اور اُن کے دوستوں پر مشتمل اُن کا ایک سرکل بھی پہلے سے موجود تھا... تو اُن کے دوستوں کا یہ سرکل ہمارا سیکنڈ سرکل بن جاتا ہے... اور پھر مزید اُن کے دوست ہمارا تھرڈ سرکل بن جاتے ہیں۔

سوشل سرکل کیسے کام کرتا ہے؟

فیس بک جیسے کسی بھی سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر ہمیں دکھائی دینے والے مواد کا اِنحصار اِس بات پر ہوتا ہے کہ ہمارے سوشل سرکل میں کون سے لوگ موجود ہیں۔ اگر ہمارے سوشل سرکل میں زیادہ تر مذہبی ذوق رکھنے والے لوگ موجود ہوں گے تو ہمیں مذہبی مواد زیادہ دکھائی دینے لگے گا۔ اسی طرح اگر ہمارے سوشل سرکل میں زیادہ تر ڈاکٹرز اور انجینئرز شامل ہوں گے تو ہمیں میڈیکل اور انجینئرنگ سے متعلقہ مواد زیادہ دکھائی دینے لگے گا۔ یعنی جس قسم کا ذوق رکھنے والے لوگ ہمارے سوشل سرکل میں موجود ہوتے ہیں اُسی قسم کی پوسٹس ہمیں زیادہ دکھائی دینے لگتی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ مواد ہماری عمر، تعلیم، علاقے اور دلچسپیوں وغیرہ کو بنیاد بنا کر بھی دکھایا جاتا ہے۔

سوشل سرکل کو کیوں بڑھایا جائے؟

سب سے پہلے یہ بات یاد رکھیں کہ اگر ہمارا آن لائن سوشل سرکل محض تحریکی دوستوں تک محدود رہے گا تو ہمیں سوشل میڈیا پر ہر وقت تحریک سے متعلقہ پوسٹیں دکھائی دیا کریں گی، مگر اُس کا نقصان یہ ہوگا کہ ہماری پوسٹس صرف تحریکی لوگوں کو ہی دکھائی دیں گی یعنی ہمارا پیغام نئے لوگوں تک نہیں پہنچ پائے گا۔

اپنے سوشل سرکل کو کیسے بڑھایا جائے؟

اپنے سوشل سرکل کو بڑھانے کیلئے اُس میں غیر تحریکی لوگوں کو ضرور شامل کریں۔ اپنے غیر تحریکی رشتہ داروں، محلہ داروں، کلاس فیلوز اور کاروبار یا ملازمت کے ساتھیوں کو اپنے سوشل سرکل میں ضرور شامل کریں۔ چونکہ وہ لوگ ہمیں جانتے ہیں اِس لئے وہ ہمارے پہلے سرکل میں آجائیں گے اور ہماری پوسٹس اُنہیں دکھائی دینے لگیں گی۔ ہمارے غیر تحریکی دوستوں کے دیگر دوست بالعموم غیر تحریکی ہوں گے اور جب کبھی وہ ہماری کسی پوسٹ کو لائیک، کمنٹ یا شیئر کریں گے تو اُن کی مدد سے ہمارا پیغام اگلے سرکل میں موجود نئے لوگوں تک بھی پہنچنے لگے گا۔

فیس بک جیسے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ہمیں کچھ لوگوں کو بطور فرینڈ شامل کرنے کا مشورہ دیتے رہتے ہیں، جس کی مدد سے ہم نئے لوگوں کو اپنے سوشل سرکل میں شامل کر سکتے ہیں۔

آفیشل پیجز کے علاوہ جب ہم کسی سنجیدہ پوسٹ پر اچھے کمنٹ کرتے ہیں تو بہت سارے لوگ ہمیں فالو کرنا شروع ہو جاتے ہیں، جو خود کار طریقے سے ہمارے سوشل سرکل میں اِضافے کا باعث بننے لگتا ہے۔ اسی طرح کسی نیوٹرل شخص کی پوسٹ پر اچھے کمنٹ کرنے سے ہمارے کمنٹ پڑھنے والے دیگر عام لوگ بھی ہمیں فالو کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

سوشل سرکل میں کس قسم کے لوگوں کو شامل کیا جائے؟

سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک تحریک کا پیغام پہنچانے کیلئے نیوٹرل یا غیر جانبدار ذہن تک رسائی بہت ضروری ہے۔ گروہی وابستگی رکھنے والے ذہن کی نسبت غیر جانبدار ذہن میں قبولیت کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ پچیس کروڑ کی آبادی کے تناسب سے ہمارے ملک میں مذہبی جماعتوں سے وابستہ افراد کی تعداد شاید ایک کروڑ سے بھی کم ہو۔ مذہبی ذہن پہلے سے کہیں نہ کہیں وابستہ ہوتا ہے۔ ایک طرف خارجی فکر سے متاثر مسلکی مخالفین ہیں تو دوسری طرف کسی مذہبی

شخصیت سے منسلک افراد ہیں جو ہمارے پیغام کو تعصب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک تحریک کا پیغام پہنچانے کیلئے گروہی و مذہبی تعصبات سے پاک افراد تک پیغام پہنچانا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ ہمیں اپنے سوشل سرکل میں غیر تحریکی لوگوں کے علاوہ ایسے لوگوں کو بھی زیادہ سے زیادہ شامل کرنا چاہیئے جو مذہبی تعصبات سے پاک ہوں تاکہ ہمارا پیغام ان تک پہنچ سکے۔

سوشل میڈیا پر کام کیلئے کیسی اِحتیاطیں اپنائی جائیں؟

* تحریک کے بارے میں کسی نئی خبر کو شیئر کرنے سے پہلے آفیشل ویب سائٹس اور آفیشل فیس بک پیجز سے اُس کا درست ہونا ضرور کنفرم کر لیں۔

* نئی پوسٹ کرتے وقت اُس کی آڈیئنس یعنی ناظرین ہمیشہ پبلک رکھیں، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ انہیں ملاحظہ کر سکیں۔

* نئے لوگوں کو اپنی پروفائل تک رسائی دینے کیلئے ضروری ہے کہ اپنی پروفائل کو لاک نہ رکھیں تاکہ ہمیں اپنی فرینڈ لسٹ میں شامل کرنے سے پہلے لوگ ہماری پروفائل ملاحظہ کر سکیں۔ لاک پروفائل کو لوگ سنجیدہ نہیں لیتے۔

* اپنی پروفائل کو فعال رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ہماری پوسٹیں ہمیشہ ایک ہی موضوع پر نہ ہوں۔ اس لئے اپنی پوسٹوں میں موضوعات تبدیل کرتے رہا کریں۔ جیسے کسی زیر مطالعہ کتاب پر تبصرہ، سفر کرتے ہوئے اُس کی مختصر رُوداد یا کسی مذہبی اور سماجی معاملے میں ہلکے پھلکے انداز میں اپنی آراء لکھیں تاکہ ہمارے سوشل سرکل میں ہر قسم کا ذوق رکھنے والے دوستوں کی دلچسپی برقرار رہے۔

سوشل میڈیا پر کیسا نظم و ضبط اپنایا جائے؟

اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ میں پروفائل پر اپنا اصلی نام رکھیں۔ آپ کے اصلی نام سے لوگوں کو اکاؤنٹ کے اصلی ہونے کا یقین ہو گا اور وہ آپ کے پیغام کو سنجیدہ لیں گے۔ عجیب و غریب فرضی ناموں کے اِستعمال سے آپ کی پوسٹ یا کمنٹس کی اہمیت باقی نہیں رہتی اور لوگ اُنہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔

اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ پر DP میں اپنی اصلی تصویر لگائیں تاکہ لوگ آپ کو پہچان سکیں۔ اپنی پروفائل فوٹو کے طور پر قائد محترم کی تصویر لگانے سے مکمل اِجتناب کریں، ورنہ صرف تحریکی لوگ ہی آپ کے فرینڈ بنیں گے اور آپ کا پیغام تحریکی سرکل میں ہی گھومتا رہ جائے گا۔

اِسی طرح DP میں قائد محترم کی تصویر لگا کر غیر سنجیدہ پوسٹس کرنا یا غیر اَخلاقی لطیفے سنانا بھی ایک غیر ذمہ دارانہ حرکت ہے۔

فیس بک پر نئے نئے پیج بنانے سے گریز کریں۔ اِسی طرح وٹس ایپ پر نئے نئے گروپس بنانے سے بھی گریز کریں۔ کسی ایک شہر کے وٹس ایپ گروپ میں دوسرے شہروں کے لوگوں کو یا مرکز کے ذمہ داران کو شامل کرنے سے اِجتناب کریں۔

سوشل میڈیا پر کمنٹس کیوں کریں؟

سوشل میڈیا پر دوسروں کی پوسٹس پر جواب دینا نئ پوسٹ کرنے سے بھی زیادہ اہم سرگرمی ہے۔ جتنا زیادہ آپ کمنٹس کریں گے اُتنا ہی زیادہ آپ کا سوشل سرکل بڑھے گا۔ اِس لئے اپنا معمول بنا لیں کہ آفیشل اکاؤنٹس پر لگنے والی ہر پوسٹ پہ اپنے کمنٹس ضرور لکھا کریں۔

فیس بک، یوٹیوب، ایکس، اور اِنسٹا گرام وغیرہ پر آفیشل اکاؤنٹس کے علاوہ دیگر عام لوگوں کی پوسٹس پہ بھی جواب لکھنے کی عادت بنائیں۔ جتنا زیادہ آپ کمنٹس کریں گے اُتنا ہی زیادہ نئے لوگوں تک تحریک کا پیغام پھیلانے کا باعث بنیں گے۔

سوشل میڈیا پر کیسے کمنٹس کریں؟

کسی پوسٹ پر تبصرہ کے دوران کبھی اپنی عقیدت اور دیوانگی کا اظہار نہ کریں۔ بلکہ ہمیشہ سلجھا ہوا تبصرہ لکھیں تا کہ لوگ آپ کو اہمیت دیں۔ سوشل میڈیا پر عقیدت کی بجائے ہمیشہ عقلیت کو ترجیح دیں۔

یاد رکھیں کہ جیسا تبصرہ ہم لکھیں گے ویسی ہی رائے لوگ ہمارے قائد کے بارے میں قائم کریں گے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر ہمارے الفاظ میں عقیدت اور دیوانگی ٹپکتی ہو گی تو لوگ ہمارے قائد کو اِسلام کا عالمی سطح کا داعی سمجھنے کی بجائے کسی آستانے کا گدی نشین سمجھیں گے۔

دوسروں کی تحریر کو کاپی پیسٹ کرنے کی بجائے ہمیشہ اپنے لفظوں میں لکھنے کی عادت ڈالیں۔ خطاب سن کر اُس کا مفہوم چند سطروں میں بیان کریں۔ اگر آپ کو کمنٹس لکھنے میں دقت ہے تو اس مقصد کیلئے آپ مختلف AI ٹولز سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔ حضور شیخ الاسلام کے پیغام کی پروموشن کیلئے AI ٹولز کا اِستعمال کریں تا کہ ہم AI ٹولز کو اپنے مواد سے ہم آہنگ کر سکیں۔

کچھ لوگ بے مقصد تبصرے لکھ کر دوسروں کو اُلجھاتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ فضول بحث سے بچیں۔ اِختلاف کرنے والے کے سامنے اپنا نکتہ نظر ہمیشہ خوش اُسلوبی کے ساتھ پیش کریں، اپنا موقف زبردستی منوانے کی کوشش نہ کریں، تسلیم کرنا نہ کرنا اُس پر چھوڑ دیں۔ مدمقابل پر طنز کے تیر نہ برسائیں۔

دوسروں کی پوسٹ پر کمنٹس کرتے ہوئے شیخ الاسلام کے خطاب اور کتاب کے لنک کے ساتھ مختصر تحریر بھی لکھیں، دوسروں کی پوسٹوں پر بھی تمیز کے ساتھ اور اخلاقیات کے دائرہ میں رہ کر کمنٹ کریں۔

حاسدین کے منفی کمنٹس کا علاج کیسے کریں؟

خود کو عقلِ کل سمجھ کر اپنی رائے کو ہی عین قرآن قرار دینے والے اور اپنی رائے سے مختلف رائے رکھنے والوں کو خارج از اسلام سمجھنے والے جب دلیل کی زبان میں جواب نہیں دے پاتے تو وہ اپنا غصہ اُتارنے کیلئے آفیشل پیج پر کمنٹس میں گالیاں تک لکھ جاتے ہیں۔ گالی کا جواب گالی میں دینے کی بجائے ایسے تبصروں پر لانگ پریس کر کے اُنہیں hide کر دیا کریں۔ جتنے زیادہ لوگ کسی کمنٹ کو hide کریں گے اُتنا ہی زیادہ اِمکان ہو گا کہ وہ کمنٹ لوگوں کو دکھائی دینا بند کر دے۔

اِسی طرح کسی بھی پوسٹ پر مثبت کمنٹس کو ضرور لائیک کیا کریں۔ جتنے زیادہ لائیکس کسی مثبت کمنٹ کو ملیں گے وہ اُتنا ہی زیادہ پاپولر ہو جائے گا اور لوگوں کو سب سے اُوپر دکھائی دینے لگے گا۔

اب تک ہم نے کمنٹس سے متعلقہ یہ چار کام سیکھے ہیں:

1. کسی پوسٹ پر کمنٹ کرنا
2. مثبت کمنٹس کو لائیک کرنا
3. منفی کمنٹس کو ہائیڈ کرنا، اور
4. دوسروں کے کمنٹس کو جواب دینا

سوشل میڈیا پر کمنٹس کے علاوہ کون سے کام کریں؟

*آفیشل پیجز پر لگنے والی تمام پوسٹس کو لائیک کرتے رہا کریں۔

*جس قدر ممکن ہو آفیشل پیجز پر لگنے والی پوسٹس کو اپنی پروفائل پر شیئر بھی کیا کریں۔

*شیئر کرتے وقت اُس پوسٹ پر لکھے ہوئے اپنے کمنٹس کو ہی شیئرنگ والے ٹیکسٹ باکس میں بھی کاپی کر کے پیسٹ کر دیا کریں۔

اگر ہم آفیشل پیجز سے کسی پوسٹ کو شیئر نہیں کرتے تو واسطے بڑھ جانے کی وجہ سے وہ پوسٹ ہمارے سرکل کے لوگوں تک پہنچنے کا اِمکان کم ہو جاتا ہے۔

ویڈیو کو لائیک اور شیئر کرنے کے علاوہ ہمیشہ مکمل پلے بھی کیا کریں، تاکہ فیس بک اور یوٹیوب کے الگورِدم کو یہ پتہ چل سکے کہ یہ ویڈیو واقعی لوگوں میں مقبول ہو رہی ہے۔ یاد رکھیں! صرف لائیک اور کمنٹ کر کے ویڈیو کو بند کر دینا منفی سرگرمی بھی شمار ہو سکتا ہے۔

منفی پروپیگنڈا کے حوالے سے کیسی اِحتیاط برتیں؟

سب سے پہلے یہ اہم بات ذہن نشین رکھیں کہ ہر سوال جواب دینے کیلئے نہیں ہوتا۔

کسی پروپیگنڈا پوسٹ پر کمنٹس کرنے سے وہ وائرل ہو جاتی ہے، یعنی مزید پھیلتی ہے۔ اور پھر اُسے رپورٹنگ کے ذریعے بھی ڈیلیٹ کروانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یوں اُس پوسٹ کرنے والے کا مقصد ہمارے ہاتھوں پورا ہو جاتا ہے۔

جب ہم کسی پوسٹ پر کمنٹس لکھتے ہیں تو ہمارے دوستوں کو اُس کا نوٹیفکیشن جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اُسے وزٹ کرنے کیلئے آتے ہیں۔ اب اگر اُن میں سے بھی کوئی مزید کمنٹس لکھ دے تو اُس کے دوستوں کو بھی نوٹیفکیشن چلا جاتا ہے۔ یوں یہ لا متناہی سلسلہ چلتا رہتا ہے، اور ہم نادانستگی میں خود اپنے ہاتھوں سے اُس منفی پروپیگنڈا کو نئے لوگوں تک پہنچانے میں شریک ہو جاتے ہیں۔

بعض لوگ اپنے فیس بک پیج اور یوٹیوب چینل کو پاپولر بنانے کیلئے آئے روز مختلف قسم کی متنازعہ ویڈیوز بنا کر لگاتے رہتے ہیں۔ جن کا مقصد محض ویورشپ حاصل کر کے پاپولر ہونا ہوتا ہے۔ جب تک بہت ضروری نہ ہو ایسی کسی پوسٹ پر بلاوجہ جواب لکھ کر اُسے وائرل نہ کریں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے... کہ آخر پروپیگنڈا سے کیسے نمٹیں؟

پروپیگنڈا پھیلانے والے شرپسند عناصر کی حوصلہ شکنی کیلئے اُن کی پوسٹ پر جواب دینے کی بجائے اُنہیں report اور Dislike کریں۔ فیس بک پر کسی منفی پروپیگنڈا پوسٹ کو پہلے دائیں طرف اُوپر کونے میں موجود تین نقطوں پر کلک کریں۔ پھر اُس میں سے نکلنے والی مینیو میں سے Report post کو منتخب کریں۔ اُس میں سے نکلنے والی نئی مینیو میں سے شکایت کی نوعیت منتخب کر کے پراسیس مکمل کریں تاکہ اُس پوسٹ کو ڈیلیٹ کروایا جاسکے۔

اِسی طرح اگر منفی پروپیگنڈا پر مبنی کوئی پوسٹ آپ کی نظر میں آتی ہے تو اُسے رپورٹ کرنے سے پہلے اُس کا لنک وٹس ایپ نمبر 03016244402 پر مرکزی سوشل میڈیا ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیں، تاکہ متعلقہ سوشل میڈیا پلیٹ فارم کے ضابطے کے مطابق اُسے ختم کروانے کی کوشش کی جاسکے۔

منفی پروپیگنڈا سے متاثر سادہ لوح لوگوں کو ہمیشہ دلیل اور ریفرنس کے ساتھ جواب دیں۔ کسی بھی قسم کے جواب میں دیوانگی اور بے پناہ عقیدت کا اظہار نہ کریں۔ کسی منفی پروپیگنڈا پوسٹ پر کثرت سے جواب دینے کی بجائے وہاں پہلے سے موجود مثبت کمنٹس کو لائیک کرنا اور منفی کمنٹس کو ہائیڈ کرنا اپنا

معمول بنالیں۔ جب سیکڑوں کارکنان یہ کام کریں گے تو پروپیگنڈا اپنی موت آپ مر جائے گا۔ منفی پروپیگنڈا کے حوالے سے معلومات کیلئے www.tehreek.org کو ہمیشہ وزٹ کرتے رہیں۔

حرفِ آخر

اس تحریر میں ہم نے سیکھا کہ

1. سوشل میڈیا کے استعمال کا بنیادی مقصد تحریکی فکر کو پھیلانا ہے۔
2. اپنے سوشل سرکل کو ہر ممکن حد تک بڑھائیں تاکہ تحریک کا پیغام نئے لوگوں تک پہنچ سکے۔
3. تحریک اور قائد تحریک کے بارے میں منفی تاثر قائم کرنے والے ہر قول اور فعل سے اجتناب کریں۔
4. سوشل میڈیا استعمال کرتے ہوئے اخلاقیات، احتیاط، شائستگی اور نظم و ضبط کو برقرار رکھیں۔
5. آفیشل اکاؤنٹس پر لگنے والی ہر پوسٹ پر کمنٹس کریں، منفی کمنٹس کو رپورٹ اور ڈِس لائیک کریں اور مثبت کمنٹس کو لائیک کریں۔
6. منفی پروپیگنڈا والی پوسٹس پر کمنٹس کرکے اُنہیں وائرل کرنے کی بجائے رپورٹ کرکے اُنہیں ڈیلیٹ کروائیں۔

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کے لیے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور کی سالانہ خریداری حاصل کریں

زیر سرپرستی: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

بیگم رفعت جبین قادری

فی شمارہ: 60 روپے — سالانہ خریداری: 700 روپے

اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات، دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات کو سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں۔

365۔ ایم ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 042-5169111-3, 111-140-140 Ext:149

Whatsapp: 0305-4547289, 0300-8105740

www.minhaj.info, Email: sisters@minhaj.org

شیخ الاسلام کے خطابات 2024ء

سیاسی الحاد کیا ہے؟

تحریر: ڈاکٹر فرح ناز، صدر منہاج القرآن ویمن لیگ (قسط نمبر 5)

اسلامی نظام سیاست میں حاکمیتِ اعلیٰ کا حقدار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حکمران روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ (نائب) قرار پائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا تاکہ وہ ان (چیزوں) میں تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں (امانتاً) عطا کر رکھی ہیں۔“ (الأنعام، 165/6)

سیاسی اعتبار سے دیکھا جائے تو اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد ہی وجودِ باری تعالیٰ ہے۔ یہی وہ اساسی دستور ہے جِس پر اسلامی ریاست قائم ہوتی ہے۔ وجودِ الٰہی پر ایمان اور مذہب کے اصل و حقیقی تصورات میں غلط نظریات کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف ممالک، شہروں اور مقامات پر انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔

قرآن میں ذات حق کی جانب سے بنی نوعِ انسان کو انبیاء و رسل کے ذریعے ہدایت کے بارے ارشاد فرمایا:

”پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو بھی میری ہدایت کی پیروی کرے گا، نہ اُن پر کوئی خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“(البقرۃ،2: 38)

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان صراط مستقیم سے بھٹکتا رہا مگر اُس کی اصلاح اور ہدایت کے لیے ذاتِ باری تعالیٰ کی جانب سے انبیاء کرام کے مبعوث کیے جانے کا سلسلہ جاری رہا۔چنانچہ سارے انبیاء و رسل دینِ اسلام کا پرچار کرتے رہے۔

یاد رکھیں! ”سیاست“ کی اَساس انسانوں کے اجتماعی نظم و نسق کی بہتری اور کمزوروں کی فلاح وبہبود ہے۔انسانی زندگی کی بنیاد بھی اسی تصور پر ہے۔اسلامی نظامِ سیاست و خلافت کے نظریے کا حاصل و مستفاد یہ ہے کہ مسلمان حکمران اور سیاست میں شامل دیگر کار پردازان خود کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا نائب اور اس کے نتیجے میں خود کو اس کے سامنے جواب دہ سمجھیں۔لہذا حکمران کا فریضہ ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں قوانین الٰہیہ کا نفاذ یقینی بنائے۔اللہ تعالیٰ کے احکامات اور عدل و احسان کو نافذ کرے تاکہ لوگ عدل کی برکت سے ظلم وجور سے نجات پائیں۔ریاست اسلامی کے سربراہ کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے:

إِنَّ السُّلْطَانَ ظِلُّ اللهِ فِي الْأَرْضِ.

(بیهقي، شعب الإيمان،16/6، الرقم/7369)

”حکمران روئے زمین میں اللہ کا سایہ ہوتا ہے۔“

لفظ ظل اللہ سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ حکمران کا سایہ عام سایوں کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کے تعلق سے اپنی الگ شان اور خصوصیت و برتری رکھتا ہے۔موجودہ دور میں اسلام کے سیاسی نظام کی صحیح spirit اور عادلانہ توازن کی صحیح ترین بنیاد ہمیں شیخ الاسلام کے اعتکاف2024ء کے خطابات سے ملتی ہے۔خدا کے وجود کو جانے بغیر اسلامی سیاست کے اصولوں کو سمجھنا مشکل ہے۔اگر وجودِ باری تعالیٰ پر ایمان اور مرنے کے بعد جی اٹھنے اور جزا و سزا کا نظریہ پیش نظر نہ ہو، تو اس دنیا میں عدل و انصاف سے محروم رہنے والا نیکی کے بجائے بدی اور برائی کو اختیار کرنے پر ترجیح دے گا۔یوں سارا معاشرہ جوابدہی کے تصور کے بغیر حیوانی معاشرہ میں تبدیل ہو جائے گا۔آئین پاکستان میں حلف نامہ کا متن واضح طور پر خدا اور مذہب کی

بالادستی کو قبول کرتا ہے۔اس کے ابتدائی کلمات اس طرح ہیں:

"میں صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالی، کتب الہیہ ، جن میں قرآن خاتم الکتب ہے، نبوت بحیثیت خاتم النبیین جن کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، روز قیامت اور قرآن پاک وسنت کے جملہ مقتضیات و تعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں"۔(آئین پاکستان، آرٹیکل، 91 (5))

اسلامی تعلیمات کے مطابق خدا ئے واحد لاشریک ہی اس دنیا وما فیہا کا خالق اور مالک ہے۔حکومت و فرمانروائی اسی کی ہے۔وہی حکم دینے اور منع کرنے کا حق رکھتا ہے۔اور بندگی و اطاعت بھی اسی کیلئے ہے۔موجودہ دور میں ہمارے سیاسی نظام میں الحاد کی ایک صورت خداتعالیٰ کے وجود کو صحیح طور پر تسلیم نہ کرنا ہے یا پھر نظر انداز کردینا ہے۔

دنیا میں مسلم اور غیر مسلم حکمران کا فرق یہ ہے کہ مسلمان نظریاتی اور عقیدہ توحید ورسالت کو ماننے والا ہوتا ہے۔حضور علیہ السلام داعی ہیں۔آپ ﷺ کی امت نظریاتی امت ہے۔کسی سیاست دان کا حکم الٰہی اور قرآنی نظریہ و فکر کے خلاف اپنی پارٹی اور لیڈر کے احکامات کو اس قدر ترجیح دینا جو احکام قرآنی سے متصادم و متضاد ہوں سراسر الحاد ہے۔

البتہ ایسی دینی و مذہبی قیادت کا مل جانا جس کا کوئی حکم اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو یہ الگ بات ہے ایسی صورت میں سمع و طاعت کا حکم لاگو ہوگا۔بہت سے سیاسی کارکن اپنے لیڈر کے بارے اس قدر متشدد ہوتے ہیں کہ وہ ان کے خلاف کوئی حق بات بھی سننے کو تیار نہیں ہوتے۔وہ اللہ سے زیادہ اپنے امیر سے ڈرتے ہیں۔ اگر کوئی سیاسی کارکن اللہ کے حکم پر لیڈر کے حکم کو ترجیح دے تو یہ الحاد ہے۔ایسے لوگوں سے کنارہ کشی کرنی لازم ہے۔

حضور شیخ الاسلام نے "خدا کو کیوں مانیں" کے موضوع پر اپنے خطابات میں جہاں بہت سے فتنوں کا رد کیا ہے وہیں اسلام سے قبل مذہب اور ریاست کے گٹھ جوڑ کے بارے میں حقائق کو بیان کرکے سیاسی الحاد کے بارے سیاستدانوں اور حکمرانوں کے لیے بھی اہم رہنما اصول عطا کیے ہیں:

پہلا رہنما اصول: امانت داری کا احساس

ایک بڑا رہنما اصول یہ کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔میں جہاں بھی ہوں جو بھی کر رہا

ہوں وہ سب ایک Devine Channel میں ریکارڈ ہو رہا ہے۔ یہ اصول حکمرانوں کے اندر امانت داری کا احساس جگا دیتا ہے وہ بطور خلیفہ کبھی نا انصافی اور ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرتا ہے۔اُسے معلوم ہے کہ میں اگر یہاں نا انصافی کروں تو میرا مالک مجھے دیکھ رہا ہے وہ روزِ قیامت مجھ سے حساب لے گا۔

ربِ کریم میرے ہر ظلم کا حساب لے گا مجھے اسکے حضور حاضر ہونا ہے۔لہٰذا اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے ماننے والے حکمران منصف مزاج بن جاتے ہیں وہ کبھی ناانصافیاں نہیں کرتے کیونکہ عدل اسلامی نظام کی روح ہے۔بلاشبہ اجتماعی زندگی کے تمام اصولوں کی بنیاد عدل اجتماعی پر منحصر ہے۔

حکمران اور عوام کے درمیان عادلانہ نظام صِرف اس صورت میں قائم ہوسکتا ہے۔جب سیاسی حکمران خود کو اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ سمجھے اور اللہ کے وجود کو مان کر اسکی حاکمیت کو تسلیم کرے اور اسکی قائم کردہ حدود وقیود میں رہیں۔یہ تبھی ممکن ہے جب کہ حکمران صرف حکم الٰہی کی پابندی کریں اور اپنے ذاتی مفادات سے بے نیاز ہو جائیں:

مذہبی رہنما اور چرچ کے سربراہان دنیا کے سامنے خود کو خدا کے نمائندگان کے طور پر پیش کرتے تھے کہ وہ جو لفظ بول دیں وہ Jesus Christ حضرت مسیح یعنی خدا کا حکم ہے۔(اقتباس از خطاب شیخ الاسلام، خطاب نمبر: Ca-17، 6 اپریل 2024ء)

دورِ قدیم میں بھی مذہب انفرادی سے زیادہ معاشرتی حوالے سے اہم تھا اس لئے حکمران اپنے قانون کے احترام کو معاشرے میں قائم کرنے کے لیے خدا کی طرف منسوب کرتے تھے وہ بخوبی جانتے تھے کہ رعایا میرے حکم پر نہیں، بلکہ خدا کے حکم پر عمل کرنا چاہتی ہے لہٰذا یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ حاکم اپنے حکم کو خدا کے حکم کی طرف منسوب کر دیتے تاکہ رعایا بلا چون وچرا ان کی تابع ہوجائے۔حکمران یہ سب کچھ استحصال کرنے کے لیے ہی کرتے تھے۔چونکہ معاشرہ خدا کا فرماں بردار تھا لہٰذا ہر حکمران اپنے بنائے ہوئے قانون کو لاگو کرنے کے لیے اعلان کرتا کہ یہ ضابطۂ اخلاق اُس نے خدا سے لیا ہے، لہٰذا اب اِس قانون کی خلاف ورزی احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی تصور ہوگی۔پھر یوں اس نافذ العمل قانون کو لوگوں کے مذہب کا حصہ بنا دیتے۔

"Lawgivers received their codes from a god; thus a breach of the law became an impiety".

(Bertrand Russel, A History of Western Philosophy, P. 17)

درحقیقت یہ سب عوام الناس کے استحصال کا ایک ذریعہ و قاعدہ تھا جسے حاکم مذہب کی آڑ میں استعمال میں لاتے اور یہ استحصال تب سے اسی طرح چلا آتا رہا ہے اور حاکمین وقت اپنے اپنے مفادات کے حصول کی خاطر ایسے حربے و طریقے استعمال کرتے رہے۔ کوئی قانون کے نام پر استحصال کرتا تو کوئی جمہوریت کے نام پر، کوئی انسانی حقوق کے نام پر کرتا ہے تو کوئی ریاستی اقتدارِ اعلیٰ کے نام پر، کوئی معاشی خوش حالی کے نام پر کرتا ہے کوئی مفروضوں کی بنا پر۔ شیخ الاسلام نے کہا:

"یاد رکھیں! رہ و رسمِ وفا سے سیاست کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ سیاست کسی کی وفادار نہیں ہوتی! نہ آج ہے نہ فرعون کے زمانے میں تھی نہ نمرود کے زمانے میں۔ سیاست صرف اور صرف اپنے مفادات کے گرد گھوتی ہے۔ ہر سیاستدان ہوا کا رُخ دیکھ کر اپنی سیاسی مفاد کے مطابق پینترا بدلتا ہے۔ اگر کسی کی سیاست کا مفاد رحمان کا نام لینے سے پورا ہو تو وہ رحمان رحمان جپتا ہے۔ اگر کسی کی سیاست کا مفاد شیطان کے ساتھ alliance میں پورا ہورہا ہو تو وہ شیطان کو سر پر بٹھا نا بھی معیوب نہیں گردانتا۔ سیاست نے اپنے مفاد کو بہر حال پورا کرنا ہوتاہے۔ اس کے لیے سیاست کا بڑا دائرہ شیطان سے لے کر رحمان تک کھلا ہے جس کو چاہے ساتھ ملائے۔" (اقتباس از خطاب شیخ الاسلام، خطاب نمبر: Ca-17، 6 اپریل 2024ء)

دنیا میں ایسے ایسے حکمران پیدا ہوئے جنہوں نے ظلم وجبر اور قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا، لیکن آج ان کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔ یہ شرم ناک مظاہرے دورِ حاضر کے اکثر حکمرانوں کی عملی سیاست میں بھی نظر آتے ہیں۔

دوسرا رہنما اصول: علم تحقیق کا فروغ

ہمارے سیاست دانوں کے لئے ان خطابات میں دوسرا اہم رہنما اصول یہ ہے کہ وہ علم و تحقیق کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیں اسی میں ان کی بقا ہے ورنہ اندھیرا ہی اندھیرا ہے جیسا کہ یورپ کے dark ages پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے بیان کیا:

"یورپ میں طویل زمانے تک ریاست کا یعنی سٹیٹ کا اور چرچ کا گٹھ جوڑ تھا حالانکہ سٹیٹ چرچ کو اتنا مانتی نہیں تھی مگر چونکہ سٹیٹ کے جو سربراہ اور بادشاہ ہوتے تھے ان کو اپنی ریاست کو محفوظ کرنے اور ریاست کو فتوحات کے ذریعے وسعت دینے کے لئے کلیسا سے طاقت اور مدد کی ضرورت ہوتی تھی اس لئے صدیوں تک یہ گٹھ جوڑ برقرار رہا۔" (اقتباس از خطاب شیخ الاسلام، خطاب نمبر: Ca-17، 6 اپریل 2024ء)

شیخ الاسلام نے کہا:

" یہ مسلمہ حقیقت ہر طالب علم جانتا ہے کہ مغرب اور یورپ میں ان ہزار سال کو dark ages کہتے ہیں۔ یعنی یورپ میں سائنس کا سفر ایک ہزار سال رکا رہا، سائنس اور تحقیقات کو آگے نہیں بڑھنے دیا گیا۔ اگر تحقیق کو آگے بڑھایا جاتا تو علم و شعور میں ہی اضافہ ہوتا اور جب علم و شعور آتا تو جو ماحول ان طبقات نے اپنے مفادات کے لیے اور اپنے خدائی نمائندگان کی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے بنا رکھا تھا اس کو چیلنج threat (خطرہ) ہوتا لہذا وہ علم و شعور کو دباتے رہے۔ چونکہ سٹیٹ کو طاقت کی ضرورت تھی اور یہ طاقت سائنسدان نہیں بلکہ کلیسا دیتا تھا اس لئے اس زمانے میں کلیسا اور سٹیٹ کا گٹھ جوڑ تھا۔" (اقتباس از خطاب شیخ الاسلام، خطاب نمبر: Ca-17، 6 اپریل 2024ء)

انہوں نے مزید کہا:

"موجودہ دور میں یورپ اور Western World ترقی کر کے غالب آ گئی ہے اور مسلم دنیا سیاسی اور ریاستی طور پہ شکست کھا کر کمزور ہو گئی ہے۔ دنیا کی ریت ہے کہ جب کوئی سلطنت کمزور ہو جاتی ہے تو ان کا کلچر civilization، نالج سب کچھ زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ یورپ کے ہزار سال اس لئے dark ages ہیں کہ ان میں حکمرانوں نے مذہب کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے سائنسی علوم کو منجمد کر دیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں اسلام سائنس کو سپورٹ کرتا تھا، حضور ﷺ پر غار حرا میں جبرائیل امین جو پہلی وحی لے کر اترے وہ سائنس اور علم کے موضوع پر تھی۔

"(اے حبیب!) پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا۔ اس نے انسان کو (رحمِ مادر میں) جونک کی طرح معلق وجود سے پیدا کیا۔" (العلق، 96/1-2)

پہلی وحی ہی Science of Embryology کو بیان کر رہی ہے۔ جس مذہب کی پہلی وحی علم اور سائنس پر مبنی ہو وہ سائنس کو کس طرح روک سکتا تھا؟ یعنی پہلی صدیوں میں جب یورپ بالکل اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا تو اس وقت مسلمان پوری دنیا میں سائنس کے چراغ جلا رہے تھے۔ یوں مسلمانوں کے سائنسی کام نے صدیوں تک یورپ کو روشنیوں سے منور کیا۔"(اقتباس از خطاب شیخ الاسلام، خطاب نمبر: Ca-17، 6 اپریل 2024ء)

ہماری یہ ہستی جس کی بدولت ہم موجود ہیں ، ہمارے جسمانی آلات کی طاقت جن سے ہم کام لیتے ہیں اور ہمارے وہ اختیارات جو ہمیں دنیا کی موجودات پر حاصل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی چیز نہ ہماری پیدا کردہ ہے نہ حاصل کردہ۔اس لیے اپنی ہستی کا مقصد اور اپنی قوتوں کا مصرف اور اپنے اختیارات کی حدود متعین کرنا نہ تو ہمارا اپنا کام ہے نہ کسی دوسرے کو اس معاملہ میں دخل دینے کا حق ہے۔یہ صرف اس خدائے بزرگ و برتر کا کام ہے جس نے ہمیں ان قوتوں اور مصرف کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ خدا کو حاکم مطلق اور خالق و مالک ماننے کا اصول انسانی حاکمیت کی سرے سے نفی کر دیتا ہے۔ایک انسان ہو یاخاندان، ایک طبقہ ہو یا گروہ مجموعی طور پر دنیا پر حاکمیت کا حق صرف خدا ئے لا شریک کا ہے۔ لہذا حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ عوام پر اپنی برتری اور حاکمیت کا سکہ جمانے کے لئے مذہب کو بطور ہتھیار استعمال نہ کریں، یہ بڑا قبیح فعل ہے جس کی کوئی معافی نہیں۔

عوام الناس کے لئے ضروری ہے کہ اگر انہیں مخلص و ایمان دار قیادت مل جائے اس کا ایسا حلقہ ہو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی ترویج کرنے والا ہو تو پھر اس کے ساتھ ایمان داری اور وفاداری کے ساتھ جڑ جائیں۔ کبھی اس کے ساتھ بے ایمانی، دھوکہ اور دغا بازی کرکے اس کے حلقے کو کمزور نہ کریں۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا سفرِ حیات

رابعہ فاطمہ

اللہ رب العزت نے عورت کو تخلیق کے عہدے سے نواز کر اس کی اہمیت کو واضح کر دیا ہے کہ یہ کس قدر اہم رتبے پر فائز ہے لیکن کچھ عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے اس مرتبے کے ساتھ ساتھ اپنی دیگر نعمتوں سے بھی نوازا ہوتا ہے اور اسی لیے ان کی حیثیت عام خواتین کی نسبت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ ان میں بہت سی خواتین وہ ہیں جنہیں اللہ کریم نے نبیوں کی والدہ بننے کے شرف سے نوازا ہے۔ کئی خواتین کو ولیوں کی مائیں ہونے کا اعزاز حاصل ہے لیکن ایک ماں ایسی بھی ہے جس نے ایک ایسے بیٹے کو جنم دیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دین کو دوبارہ زندگی بخشنے والا ہے۔ لوگ انہیں محی الدین (دین کو زندہ کرنے والا) کے لقب سے بھی جانتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح مشکوٰۃ شریف میں مناقب غوث اعظم میں ارشاد فرماتے ہیں۔ بے شک آپ نے اپنے اس لقب کا حق ادا کر دیا ہے۔ اسلامی عقائد و نظریات پر جو مردنی کیفیت طاری تھی اس کو حیات نو عطا کی اور اسلام کی اصل روح کو بیدار کر دیا۔ اسلام ظاہری اعمال کا اور ایمان باطنی عقائد کا نام ہے۔ اور ان دونوں کے مجموعے کو دین کہتے ہیں۔ اس طرح دین ایک جامع نظام ہے جو بنی نوع انسان کے عقائد و اعمال، ظاہر و باطن، صورت و معانی، روحانیت اور جسمانیت پر مشتمل ہے۔

اس نظام کا احیاء نبی رسول یا اس کے کامل ترین نائب کے بغیر ممکن نہیں۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے آخر پر ایسی ہستیوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن سے تجدید دین کا فریضہ انجام پذیر ہوتا ہے مگر تجدید اور احیاء میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ مجددین کی فہرست میں ابتدا سے لے کر اس وقت تک بہت سے حضرات کے اسمائے گرامی پائے جاتے ہیں مگر 'محی الدین' کا لقب کسی اور کو عطا نہیں ہوا۔ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ احیائے دین کا اہم ترین فریضہ حقیقتاً حضرت غوث الاعظم کی ذات گرامی سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچا اور یہ عظیم الشان لقب صرف آپ کے وجود مسعود پر صادق آتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے والد گرامی ان کے بچپن میں ہی وصال فرما گئے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ سیدہ ام الخیر ان کو ساتھ لے کر اپنے والد حضرت عبداللہ صومعیؒ کے پاس آ گئیں۔ آپ کے نانا جان بھی اللہ کے ولیوں میں سے تھے انہیں کے زیر سایہ آپؒ کی والدہ نے آپ کی تربیت و پرورش کی۔

حضرت سیدہ ام الخیر فاطمہؒ نہایت پاکیزہ، عابدہ، زاہدہ اور صالحہ خاتون تھیں۔ انتہا درجے کی حوصلہ مند تھیں۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ ابھی بچپن میں ہی تھے کہ آپ کے والد گرامی جناب سید ابو صالح جنگی دوست کا وصال ہو گیا۔ آپ نے تنہا اپنے اس عظیم الشان بیٹے کی تربیت کی ان کی تعلیم و تربیت میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے علماء سے حاصل کی جب اٹھارہ سال کے ہو گئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے مزید علوم کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کے لیے آپ کو بغداد روانہ کر دیا۔ انہیں نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا میرے عزیز از جان بیٹے! بے شک مجھے آپ کی جدائی ایک پل کے لیے بھی گوارا نہیں لیکن آپ علم کے حصول کے لیے جا رہے ہیں اس لیے میں چاہتی ہوں کہ آپ تمام علوم میں کمال حاصل کریں۔ آپ کے والد کے ترکے میں سے 80 دینار میرے پاس ہیں جن میں سے چالیس آپ کے اور باقی چالیس آپ کے بھائی کے لیے ہیں۔ میرے بیٹے میرے نور نظر! یہ میری نصیحت ہے کہ کبھی بھی جھوٹ مت بولنا اب جاؤ اور ہمیشہ اللہ کی امان میں رہو۔

ماں کی گود بچے کے لیے پہلی درسگاہ ہوتی ہے بچہ بالکل کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے جیسے ماں چاہے نقش و نگار بنا دے۔ سیدہ ام الخیر کس قدر خوش بخت ہیں جو سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی والدہ ہیں اور کس قدر عظیم الشان بیٹا ہے کہ جس کی والدہ اتنی صابر حوصلہ مند اور سچائی کی پیکر ہیں کہ اپنے بیٹے کی ایسی تربیت کی کہ ان کی سچائی سے راستے میں لوگوں کو لوٹنے والے ڈاکو مرعوب ہو کر سچی توبہ کر کے راہ ہدایت پر چل پڑتے ہیں۔ یہ والدہ کی تربیت ہی تھی کہ غوث الاعظم نے سچ کو اپنے دل پر نقش کر لیا اور کبھی زندگی بھر اس نقش کو مٹنے نہیں دیا۔ آپؒ کی والدہ سیدہ ام الخیرؒ نے آپ کی تعلیم و تربیت میں کبھی

کوئی کمی نہیں چھوڑی جب تک حیات رہیں آپ کے لیے اخراجات کا اہتمام فرماتیں۔ آپ فرماتے ہیں میرے والد میری کمسنی میں وصال فرماگئے، میرے چھوٹے بھائی عبداللہ عالم شباب میں وصال فرماگئے۔ میری والدہ نے میری کفالت کی۔

ایک مرتبہ بغداد میں مجلس میں کچھ بیان فرمارہے تھے اچانک رک گئے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ آپؒ نے فرمایا میری والدہ وصال فرماگئی ہیں مجلس میں موجود شیخ مفرج بن شہاب فرماتے ہیں ہم نے وقت تحریر کرلیا جب بعد میں معلوم ہوا تو واقعی اسی وقت پہ ان کا وصال ہوا تھا۔

حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں میری والدہ کو مجھ سے بے پناہ محبت تھی انھوں نے مجھے بہت خطوط لکھے جن میں وہ اپنی محبت والفت کا تذکرہ کرتیں۔ میں بھی ان کو جوابی خط لکھتا ایک خط میں میں نے لکھا کہ اگر آپ چاہتی ہیں تو میں علم کا حصول چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آجاتا ہوں لیکن میری والدہ نے مجھے علم حاصل کرنے کا حکم دیا اور اپنی محبت و ممتا کو پس پشت ڈال دیا تاکہ میں دین اسلام کی خدمت کرسکوں۔ قربان جایں ایسی ماں پر جس کو اپنی ممتا سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کی فکر ہے۔ اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں ان پر۔ حضور غوث الاعظمؒ خود فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی برکت سے اہل کیا ہے اور میرے اس احسان کی وجہ سے جو میں اپنے والدین کے ساتھ کرتا تھا۔ میرے والدین قدرت کے باوجود دنیا کی ہر چیز سے منہ موڑے رکھتے تھے میری والدہ ہر کام میں میرے والد کی موافقت کرتی تھیں یعنی جو بھی باباجان کرتے والدہ بھی اسی کام کو پسند فرماتی تھیں۔ دونوں اہل صلاح واہل دیانت تھے اور مخلوق خدا پر بے حد شفیق تھے۔

آپ کی والدہ نے آپ کی تربیت کا حق ادا کردیا اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین آپ کی ایک پھوپھی جان بھی تھیں جو کہ نہایت صالحہ اور نیک خاتون تھیں۔

حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک عرصے تک نکاح سے بچتا رہا تاکہ میرے اوقات علوم اور عبادت میں خلل نہ پڑے لیکن ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ لہذا جب یہ وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیویوں سے نوازا۔ ان چاروں کو میں نے نیک اور صالحہ پایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی سنت ادا کرنے کی توفیق دی۔ آپؒ کی بیویوں کے نام یہ ہیں:

حضرت سیدہ بی بی مدینہ بنت سید میر محمد
سیدہ بی بی صادقہ بنت سید محمد شفیع
سیدہ بی بی مومنہ صاحب
سیدہ بی بی محبوبہ صاحبہ

ان چاروں میں سے آپ کے ستائیس صاحبزادے اور اٹھارہ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ یہ مبارک خواتین نہ صرف حضور غوث الاعظمؒ کی جیون ساتھی تھیں بلکہ اسلام کی تعلیمات پھیلانے میں بھی اپنے شوہر کا بھرپور ساتھ دیتیں۔ وہ اپنے گھر اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا بھی خود ہی اہتمام فرماتی تھیں تاکہ حضور غوث الاعظمؒ اپنے روحانی مشاغل کو بھرپور توجہ دے سکیں ان خواتین نے اپنے بچوں کی تربیت اس طریقے سے کی کہ سب کے سب ولی کامل ہوئے۔ آپؒ کی تمام ازواج تقویٰ، حکمت و دانائی اور اعلیٰ کردار کی حامل خواتین تھیں۔ گھریلو امور کو بخوبی سرانجام دیتیں اس کے ساتھ ساتھ حضور غوث پاکؒ کے دینی مشاغل میں بھرپور ساتھ دیتی تھیں۔ ہر مشکل وقت میں ان کا حوصلہ بڑھاتیں۔ ہمیشہ صابر و قانع رہتیں کبھی بھی اپنی زبانوں پر شکوے شکایتیں نہ لاتیں۔ اپنے بچوں کی روحانی تربیت پر بھرپور توجہ دیتیں۔ آپؒ کے ساتھ مل کر خواتین کی تعلیم و تربیت میں حصہ لیتیں۔ ان کے پیغام کو عام کرنے میں مدد فرماتیں۔

اگرچہ ان کی ازواج کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہیں ہیں لیکن ایک چیز واضح ہے کہ انھوں نے حضور غوث الاعظمؒ کی زندگی، تعلیمات اور روحانی میراث کی حمایت میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اللہ کریم کی بے شمار رحمتوں کا نزول ہو ان پر۔ آمین

حضور غوث الاعظمؒ کی بیٹیوں نے بھی آپؒ کی زندگی میں اور آپ کی دینی خدمت میں بھرپور ساتھ دیا ہے۔ آپ کی بیٹیاں گھر میں اپنی والدہ کے ساتھ ان کا گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹاتیں۔ اپنے باباجان کی تعلیمات کو دوسری خواتین تک پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کرتیں۔

تمام بیٹیاں تقویٰ اور روحانی تعلیمات پر بھرپور عمل کرتیں۔ اپنے باباجان کی تعلیمات کو کتابوں میں لکھ کر محفوظ کرتیں۔ حضور غوث الاعظمؒ کی خط و کتابت میں مدد کرتیں۔ غریبوں، مسکینوں کا خیال رکھتیں۔ اپنے باباجان کو جذباتی مدد اور تسلی فراہم کرتیں اور ان کی روحانی سرگرمیوں کے لیے ایک مستحکم ماحول فراہم کرتی تھیں۔ ان کی بعض بیٹیاں محدثہ گزری ہیں جن سے بڑے بڑے محدثین درس حدیث لیتے تھے آپؒ کی بیٹیاں بھی صالحہ اور پرہیزگاری کے مرتبہ پر فائز تھیں۔

غرضیکہ حضور غوث الاعظمؒ کی زندگی میں موجود تمام خواتین نے انہیں ہر طرح کی سپورٹ فراہم کی پھر چاہے وہ عورت ان کی والدہ، بیویاں یا پھر بیٹیاں ہی کیوں نہ ہوں سب نے آپ کے مشن میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا نہ صرف ساتھ دیا بلکہ عملی طور پر بھی شامل رہیں۔ ایسی خواتین ہی ہمارے لیے رول ماڈل ہونی چاہئیں تاکہ ہم بھی دنیا و آخرت میں کامیابیاں سمیٹ سکیں۔ اللہ کریم ان پاکیزہ بیٹیوں کے صدقے ہمیں بھی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ثابت قدم رکھے۔ آمین

منقبت

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر
سرِّ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

مفتی شرع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے
علمِ اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

منبعِ فیض بھی ہے مجمعِ افضال بھی ہے
مہرِ عرفاں کا منور بھی ہے عبدالقادر

قطب ابدال بھی ہے محورِ ارشاد بھی ہے
مرکزِ دائرۂ سرّ بھی ہے عبدالقادر

سلکِ عرفاں کی ضیا ہے یہی درِّ مختار
فخرِ اشباہ و نظائر بھی ہے عبدالقادر

اس کے فرمان ہیں سب شارحِ حکمِ شارع
مظہرِ ناہی و آمر بھی ہے عبدالقادر

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

رشکِ بلبل ہے رضاؔ لالہ صد داغ بھی ہے
آپ کا واصف و ذاکر بھی ہے عبدالقادر

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا)

اولیائے عظام کی روحانی تربیت میں ماؤں کا کردار

ڈاکٹر انیلہ مبشر

ملت اسلامیہ پر جب بھی کوئی کڑا وقت آیا۔ اللہ رب العزت نے دین کی تجدید و اصلاح کا انتظام فرما دیا۔ نبی آخر الزماں محمد مصطفی ﷺ کی رحلت اور خاص طور پر خلافت راشدہ کے بعد دور بنو امیہ میں اسلام کی تعلیمات کے چشمہ صافی پر دنیاداری کی کدورت کی تہہ جمنے لگی، عبادات میں ظاہر داری، نمازوں میں دکھاوا، حج میں نمود و نمائش سرایت کر گئی۔ یقین کی جگہ تذبذب سادگی کی جگہ تکلف، سنت کی جگہ بدعت اور ایمان و اعتقاد کی جگہ شکوک و شبہات نے لے لی۔ دور بنو عباس میں عقل پرست معتزلہ کے عقائد، یونانی علوم، فلسفہ و حکمت کی ترویج اور خاص طور پر خلق قرآن کا مسئلہ شجر اسلام پر اکاس بیل کی طرح چھانے لگا۔ نفس پرستوں نے دربار میں جگہ مل جانے کو نعمت عظمیٰ جاننا۔ مفتی فتویٰ دینے سے پہلے خلفا کے اشارہ ابرو کے منتظر رہنے لگے اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ فتنہ تاتار نے عالم اسلام کی سیاسی بساط ہی الٹ دی۔ ان تمام فتنہ سامانیوں میں ایک طرف علمائے حق نے شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے کلمہ حق بلند کیا تو دوسری طرف صوفیائے کرام کے پاکیزہ نفوس نے دین کے باطنی محاذ پر جہاد جاری رکھا۔ اہل تصوف کی جماعت نے جاہ و حشم، سرکاری مصارف اور خلفا کی صحبت

سے دور رہ کر خالص روحانی اور اخلاقی بنیادوں پر عوام الناس سے اپنا رشتہ استوار رکھا۔ وہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ حق دکھانے، دلوں کی گرہیں کھولنے، مردہ دلوں کو حرارتِ عشق سے گرجانے، عقلیت پرستوں کو حریتِ فکر، وجدان اور عشق کی دولت سے مالا مال کرنے میں مشغول ہوگئے۔ سخت مجاہدوں، نفس کشی اور صحرا نوردیوں کے باوجود ان کی دعوتِ صدا بصحرا نہیں رہی بلکہ سکون قلب کے متلاشی کشاں کشاں فقر و تصوف کے سکون بخش نخلستانوں کا رخ کرنے لگے۔

ان عظیم روحانی مشاہیر کی طرزِ حیات کا عمیق جائزہ لیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ مادیت کے ماحول میں بھی ان کا زہد و عبادت، نفس کشی اور خشیتِ الٰہی کی طرف واضح میلان دراصل آغوش مادر کے فیضان و برکات کا نتیجہ تھا۔ اہل صوفہ کی فکر و نظر میں یہ گہرائی و گیرائی ماؤں کے وجدان دینی سے منسلک تھی۔ وہ اپنے نخل خوش ثمر کی آبیاری عشق الٰہی اور محبت رسول ﷺ سے لبریز شیر مادر سے کرتیں، استقامت دیں کا سبق پڑھاتیں اور ان کے اعمال خیر کی کثرت کے لیے دعا گو رہتیں۔ یہ خدا رسیدہ مائیں عالم اسلام کی وہ ابتدائی تربیت گاہیں تھیں جن کے درس رشد و ہدایت کے زیر سایہ پالنے والے پاک نفوس کے انوار نے ایک عالم کو مستفید کیا۔ درج ذیل سطور میں چند ایسے ہی بزرگان دین کے احوال کا جائزہ لیا جائے گا جن میں ان کے اعلیٰ مراتب اور روحانی بالیدگی میں والدہ کے کردار پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت اویس قرنیؓ

سر خیل تابعین حضرت اویس بن عامر قرنیؓ یمن کی ایک بستی قرن کے باشندے تھے۔ آپ کو بارگاہ رسالت ﷺ سے غائبانہ خیر التابعین کا لقب ملا تھا۔ حضرت علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں آپ کو آفتاب رحمت، شمع دین و ملت اور مشائخ اہل تصوف کے لقب سے یاد فرماتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ قرن کا اویس نامی ایک شخص ہے۔ جسے روز قیامت قبیلہ ربیع و مضر کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری امت کے لوگوں کی شفاعت کا حق ہوگا۔ حضرت اویس قرنیؓ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زمانہ نبوت میں حیات تھے اور آپ نادیدہ جمال نبوی ﷺ کے پروانوں میں سے تھے۔ آپ بعد مسافت کے باوجود آفتاب نبوت کی کرنوں سے مستفید اور قرن میں رہتے ہوئے مدینہ کی نکہت باد بہاری میں مست رہتے۔ خود حضور اکرم ﷺ کا فرمان تھا۔ میں یمن کی طرف سے خوشبو (نسیم رحمت) پاتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے بھی ایک روایت مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں میں سے برگزیدہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو مخلوق کی نظروں سے

پوشیدہ رہتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ فرمائیے وہ کون ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ اویس قرنی ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں شیخ فریدالدین عطار کے مطابق آپ نے رسول اکرم ﷺ کا زمانہ حیات ظاہر اور عہد مبارک پایا مگر دو چیزوں نے دیدار جمالِ محمد ﷺ سے آپ کو روکے رکھا۔

اول: غلبہ حال　　　　دوم: والدہ کا حق

آپ کی والدہ محترمہ ضعیف اور نابینا تھیں اور شریعت کے حکم کے مطابق آپ ان کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔آپ نے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ ان کی خدمت اور دیکھ بھال میں گزرا۔آپ کا ذریعہ معاش شتر بانی تھا۔آپ اونٹوں کو چرانے کے لیے جنگل میں لے جاتے۔اس محنت طلب مزدوری سے اپنا اور اپنی بوڑھی ماں کا پیٹ پالتے۔قرن کی بستی میں آپ جیسا مفلس اور بے نوا کوئی شخص نہ تھا۔نہ تو آپ اپنی والدہ کو زیادہ دیر کے لیے تنہا چھوڑ سکتے تھے نہ ہی آپ کے احوال ایسے تھے کہ والدہ کے ساتھ مدینہ کا سفر کریں۔یہی وجہ ہے کہ ماں کی خدمت گزاری کے سبب آپ کو نہ تو شرف صحابیت حاصل ہوا اور نہ ہی زیارتِ حضور پاک ﷺ سے مشرف ہوسکے۔ان حالات میں آپ حد سے زیادہ گوشہ نشین اور شہرت واختلاطِ عوام سے دور ہوگئے۔

مجالس المومنین کی ایک روایت کے مطابق حضرت اویس قرنیؓ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے درِ اقدس پر حاضری دی تھی مگر زیارت سے مستفید نہ ہوسکے۔مجالس المومنین میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت اویس قرنیؓ کی والدہ ماجدہ ایک نیک سیرت ولیہ خاتون تھیں مگر ضعیف العمر اور نابینا ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معزز تھیں۔ایک مرتبہ آپ نے والدہ ماجدہ سے نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے اجازت چاہی تو انھوں نے اجازت تو دے دی مگر ساتھ ہی فرمایا کہ محمد مصطفی اگر گھر پر تشریف فرما نہ ہوں تو وہاں نہ رکنا اور فوراً واپس چلے آنا۔اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ جب آپ پہنچے تو حضور اکرم ﷺ کاشانہ مبارک پر تشریف فرما نہ تھے اور کسی مہم کے سلسلے میں باہر تشریف لے گئے تھے۔حضرت اویس قرنیؓ ماں کے حکم کے مطابق زیادہ دیر رک نہیں سکتے تھے۔آپ یمن کی جانب لوٹ گئے۔حضور اکرم ﷺ گھر تشریف لائے تو ایک ایسا نور دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا یہاں کون آیا تھا۔انھوں نے فرمایا ایک شتر بان تھا سلام کہہ کر واپس چلا گیا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ نور تو اویس قرنیؓ کا تھا۔

مشکوۃ شریف میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ سے ارشاد فرمایا کہ شہر یمن کا ایک مرد مومن تم سے ملے گا جس کا نام اویس ہوگا اور سوائے اس کی والدہ کے

شہر یمن میں اس کا کوئی اہل و عیال نہ ہو گا۔ نیز ان کا حلیہ بھی بتایا۔ تقریباً تمام تذکرہ نویسوں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے آپ سے ملاقات کی۔ حضرت اویس قرنیؒ ایک ویرانے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ان صحابہ کبار نے حضور نبی کریم ﷺ کا سلام اور امت کے لیے دعا کی وصیت پہنچائی۔ آپ نے دعا فرماتے ہوئے کہا کہ آپ نے بڑی تکلیف وزحمت فرمائی اور فرمایا کہ اب جایئے قیامت نزدیک ہے۔ وہاں ہمیں ایسا دیدار نصیب ہو گا جو کبھی منقطع نہ ہو گا۔

جب تک آپ کی والدہ حیات رہیں آپ قرن میں رہے بعد ازاں کوفہ چلے گئے۔ حضرت علیؓ کے عہد میں معرکہ صفین میں حضرت علیؓ کی جماعت کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضرت اویس قرنیؒ عاشق رسول ﷺ اور مقبول بارگاہ تھے مگر ساتھ ہی ساتھ والدہ کے فرماں بردار اور خدمت گزار بیٹے بھی تھے۔ شریعت اسلام نے بڑھاپے میں والدین کے حقوق کی بجاآوری کو جو فوقیت دی ہے آپ نے اس حق کو بخیر وخوبی ادا کیا۔ والدہ کی اطاعت گزاری سے آپ نبی کریم ﷺ سے بظاہر ملاقات سے محروم رہے نہ تو آپ کو شرف صحابیت حاصل ہوا اور نہ ہی زیارتِ حضور پاکؐ سے مشرف ہو سکے مگر والدہ کی خدمت و اطاعت سے عشق کی اس معراج کو پالیا جہاں اس دنیائے آب و گل کے قوانین اور قرب و بعد کی سب منزلیں ہیچ ہیں۔ والدہ کی خدمت و دعا سے آپ کی چشم باطن ایسی واہوئی کہ لاکھ حجابوں میں بھی محروم تماشا نہیں رہی۔ آپ نے اصلاح نفس تزکیہ روح اور مجاہدات و ریاضات سے روحانیت میں وہ رتبہ عظیم حاصل کیا کہ آپ کی ذات تصوف کا مرجع کہلائی اور صوفیائے کرام کے بہت سے سلاسل آپ کی ذات تک منتہیٰ ہوتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ

حضرت بایزید بسطامیؒ (۱۸۸ھ۔۲۶۱ھ) ایران کے شہر بسطام میں زہد و تقویٰ میں مشہور گھرانے میں پیدا ہوئے اور پاکیزہ ماحول کی روح پرور فضاؤں میں پروان چڑھے۔ آپؒ سایہ پدری سے ولادت کے چند ماہ بعد ہی محروم ہو گئے تھے مگر حالت یتیمی میں نیک سیرت والدہ کے زیر سایہ پرورش پائی یہاں تک کہ روحانیت کی انتہائی بلندیوں کو چھو کر سلطان العارفین کہلائے۔

والدہ نے آپؒ کو علوم دینیہ کی تحصیل کے لیے شہر کی مسجد میں بھیج دیا۔ شیخ فرید الدین عطار تذکرۃ الاولیا میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ استاد سے مدرسے میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ سورہ لقمان کی اس آیت پر پہنچے

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ۔ (لقمان، ۳۱: ۱۴)

حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

جس میں اللہ تعالیٰ اور والدین دونوں کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس آیت کریمہ کے معانی جان کر آپؒ اپنی والدہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ میں دو آقاؤں کی خدمت کی ہمت نہیں رکھتا۔ ماں یا تو مجھے اللہ تعالیٰ سے مانگ لے کہ فقط تمھاری خدمت میں لگ جاؤں یا مجھے اللہ کے لیے چھوڑ دو تاکہ صرف اس کی بندگی کا حق ادا کروں۔ ماں نے کہا جاؤ بیٹا میں اپنا حق چھوڑتی ہوں تم صرف اللہ کے بن کے رہو۔ ماں نے بیٹے کو دعاؤں کے سائے میں رخصت کیا کہ ماں کی تمنا تھی بیٹا اللہ کا ولی بن کر رہے۔

حضرت علی بن عثمان ہجویریؒ کشف المحجوب میں بیان کرتے ہیں کہ آپؒ نے کم عمری میں ہی مجاہدے اور علم طریقت کی تحصیل کا آغاز کر دیا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ وطن سے نکل کر ملک شام میں قریہ قریہ اور شہر بہ شہر پھرتے رہے۔ سفر وسیاحت سے علم وآگہی، بصیرت اندوری اور عبرت پذیری کا درس ملا۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء کے مطابق آپ نے تقریباً 113 اساتذہ وشیوخ سے استفادہ کیا اور حضرت امام جعفر صادق سے غائبانہ روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ نے قرآن کو علم و عمل کے ساتھ سیکھا اور خود اس کے عملی پیکر بن گئے۔ لیکن سخت مجاہدوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا وہ قرب حاصل نہ کر سکے جس کی تمنا دل میں لے کر جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے تھے۔

ایک روایت کے مطابق 12 سال بعد، ایک روایت کے مطابق 30 سال بعد عازم بسطام ہوئے۔ گھر کے دروازے پر پہنچے تو رات آدھی ڈھل چکی تھی تہجد کا وقت تھا۔ ماں مناجات میں مشغول تھیں۔ اے رب العزت میرے پردیس گئے بیٹے کو نیک بنا اور اسے خیر وعافیت کے ساتھ رکھ۔ اے پالنے والے! بزرگوں کے دل اس سے خوش کر دے اور اپنی مہربانی سے اس کے حالات خوب سے خوب تر بنا دے۔

حضرت بایزیدؒ نے ماں کے یہ دعائیہ الفاظ سنے تو آبدیدہ ہو گئے۔ دروازے پر دستک دی ماں نے پوچھا کون؟ جواب دیا: تمھارا پردیسی بیٹا۔ ماں بوڑھی اور ضعیف ہو چکی تھی۔ گریہ زاری سے بینائی بھی متاثر ہو چکی تھی۔ آپ نے ماں کا چہرہ دیکھا تو ایسا نور نظر آیا جس کی تلاش میں اب تک سرگرداں رہے تھے۔ آپ ماں کی خدمت گزاری میں مشغول ہو گئے۔ آپ کا ارشاد ہے:

جس رب کو میں اپنی تمام ریاضوں، مجاہدوں، جنگلوں اور بیابانوں میں تلاش کرتا رہا وہ رب تعالیٰ تو مجھے ماں کی خدمت اور رضاجوئی میں مل گیا۔ ایک رات ماں نے پانی طلب کیا مگر صراحی میں پانی نہ تھا۔ آپ ندی سے پانی لائے اس وقت ماں دوبارہ سو چکی تھی۔ سرد اندھیری رات میں شب

بھر آپ پانی کا پیالہ ہاتھ میں لے کر ماں کے سرہانے کھڑے رہے۔اسی طرح فرماتے ہیں کہ ماں نے حکم دیا کہ دروازہ آدھا کھول دو۔میں صبح تک جاگتا رہا کہ کہیں دروازہ آدھے کی بجائے سارا بند یا کھل نہ جائے اور ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جائے۔ساری رات کھلی آنکھوں میں کاٹ دی اور سحر کے وقت وہ سب کچھ پالیا جو کچھ میں مدتوں سے تلاش کرتا پھر رہا تھا۔بایزید بسطامی کا کہنا تھا کہ مجھے جو کچھ ملا وہ ماں کی خدمت اور دعا سے ملا۔

ماں کی خدمت کا اعجاز تھا کہ قیامِ بسطام کے دوران آپ کی زبان کی گرہ کھل گئی اور علم و معرفت، جذو یقین اور عشق و مستی کی باتیں آپ کی زبان پر جاری ہو گئیں۔اس وقت ملت اسلامیہ بڑی آزمائش سے دوچار تھی۔معتزلہ عقائد کے زیر اثر ہر طرف عقلیت، وقعیت اور رسم پرستی عام تھی۔ایسے میں آپ نے لوگوں عشقِ الٰہی، وجدان، سوز و گداز اور حریت فکر کی راہ دکھائی۔انسان دوستی اور خدا ترسی کا سبق دیا۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی نے وجدان اور عشق پر زور دیا کیونکہ عقلیت اور وضعیت کے مسموم اثرات کو عشق ہی دور کر سکتا ہے۔حضرت بایزید بسطامی کا قول ہے:

میں نے ولایت عشق سے ایک تازہ فوج تیار کی ہے کیونکہ حرم پاک کو عقل کی بغاوت کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

آپ نے تیسری صدی ہجری میں امت کے جملہ مسائل کا حل عشق کے نسخہ شفا میں تلاش کیا۔آپ کے بعد پانچویں صدی ہجری میں امام غزالی، ساتویں صدی ہجری میں مولانا روم اور چودھویں صدی میں علامہ محمد اقبال نے حضرت بایزید بسطامی کی دعوت عشق کے احیاو تجدید کی کوشش کی کیونکہ آپ سب اسی نتیجہ پر پہنچے کہ جذبہ عشق ہی انسانیت میں ارتقائے روحانیت اور عمل صالح کا محرک ہے۔

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (۴۷۰ھ۔۵۶۱ھ) کی ولادت باسعادت علاقہ گیلان کے قصبہ فیف میں ہوئی۔آپؒ والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید تھے۔ولادت کے تھوڑے عرصے بعد آپ کے والد بزرگوار اس دار فانی سے انتقال فرما گئے۔آپؒ کے نانا سید عبداللہ صومعی نے آپ کے سر پر دست شفقت رکھا، وہ خود اللہ کے ولی تھے۔اس طرح آپ نے تصوف کے گہوارے میں پرورش پائی۔آپؒ کی والدہ ماجدہ انتہائی پاک سیرت خاتون تھیں۔ان کا نام فاطمہ اور کنیت ام الخیر تھی۔آپؒ کی نیک بختی تھی کہ آپ کو متقی اور

پارسا والدہ کی آغوش رحمت میں پرورش پانے کا موقع ملا۔ چنانچہ کم سنی سے ہی آپ کے عادات و اطوار میں روحانیت اور طریقت کے آثار نمایاں تھے۔

ان دنوں علوم دینیہ کا مرکز بغداد تھا۔آپ والدہ کی صالح تربیت کے سائے میں جوان ہوئے تھے۔اٹھارہ برس کی عمر میں تکمیل علم دین کے لیے آپؒ نے والدہ سے بغداد جانے کی اجازت طلب کی۔ ماں کے لیے ہونہار اطاعت گزار فرزند کو اپنے سے جدا کرنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر دین کی پرستار خاتون نے دین کی فلاح و بہبود کی خاطر اپنی نیک دعاؤں کے ساتھ بیٹے کو سفر کی اجازت دے دی۔ زادِ راہ کے طور پر چالیس دینار آپؒ کی عبا میں بغل کے نیچے استر میں سی دیئے اور نصیحت کی کہ کسی حال میں جھوٹ نہیں بولنا۔ ماں نے بیٹے کو رخصت کرتے ہوئے کہا بیٹا جاؤ میں نے تمھیں اپنا حق بخش دیا۔ یہ وہ چہرہ ہے جو قیامت تک مجھے نظر نہ آئے گا۔آپؒ بغداد جانے والے قافلے کے ساتھ چل پڑے۔ راستے میں ڈاکوؤں کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ڈاکوؤں کے پوچھنے پر آپؒ نے بتادیا کہ میرے پاس چالیس دینار میں جو بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ڈاکوؤں کے سردار نے آپ سے پوچھا کہ تم نے اعتراف کیوں کیا حالانکہ تم آسانی سے دینار چھپا سکتے تھے۔آپ نے فرمایا کہ میری ماں نے مجھ سے سچ بولنے کا عہد لیا تھا اور میں اس عہد کو نہیں توڑ سکتا۔ یہ سن کر قزاقوں کا سردار رو پڑا کہ تم

نے اپنی ماں کا عہد نہیں توڑا اور میں سالوں سے اپنے رب کا عہد توڑ رہا ہوں۔ ڈاکوؤں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلی اور رہزنی کے پیشے کو خیر باد کہہ دیا۔ حضرت غوث اعظمؒ کی زندگی کا یہ واقعہ آپ کی متقی اور خدا رسیدہ ماں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کا غماز ہے۔

488ھ میں بغداد پہنچ کر آپ نے تمام مروجہ علوم و فنون کے حصول کے بعد احسان و سلوک کی تربیت حاصل کی۔ آپ کو اپنے استاد شیخ ابو سعید فخری کے مدرسے سے مسند صدارت حاسل ہوئی۔ بعد ازاں آپ نے زندگی کے 40 سال دعوتی و اصلاحی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ آپ دعوتی اجتماعات سے خطاب کرتے جن میں سامعین کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ جاتی۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مطابق آپؒ کی تصنیفات کی تعداد 23 کے قریب ہے۔ احیاء دین کی تڑپ کی وجہ سے آپ کی ذات گرامی کو محی الدین کا لقب دیا جاتا ہے۔ آپ کا زمانہ بنو عباس کا دور زوال اور ابتلا کا زمانہ تھا۔ امت پر گمراہی کی شب تاریک کی چادر بسیط تھی۔ آپ نے امت کی دست گیری فرماتے ہوئے اخلاق و کردار کی درستگی اور ایمان کی پختگی کے لیے انتہائی سعی کی اور تاحیات فریضہ تبلیغ و ہدایت کا حق ادا کیا۔ حق و صداقت کے لیے کئی گئی آپ کی بلیغ کوششیں دراصل اس روحانی بالیدگی کا نتیجہ تھیں جس کی بنیادیں آپ کی متقی اور پرہیز گار ماں نے رکھی تھیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت اولیائے کرام کی کاوشوں کا ثمر ہے۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ المعروف محبوب الٰہی (۶۳۶ھ۔ ۷۲۵ھ) کا شمار بھی انھی اولیائے عظام میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی زندگی کو دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپ بدایوں میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ والد ماجد خواجہ سید احمد بہت دیندار تھے مگر آپ بچپن میں ہی سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی زلیخاؒ نے بڑی کسمپرسی کے عالم میں کی اور آپ کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ کی شخصیت کی دینی و روحانی تعمیر میں آپ کی والدہ کا بہت ہاتھ تھا۔

آپ کے لقب ''محبوبِ الٰہی'' کی وجہ تسمیہ سیر کی کتب میں بیان کی گئی ہے کہ شدید سردیوں کی رات تھی۔ آپ کتاب پڑھنے میں مصروف تھے۔ والدہ قریب ہی آرام فرما رہی تھیں کہ انھوں نے رات کے دوسرے پہر پانی طلب کیا۔ گھر میں پانی نہ تھا۔ آپ باہر سے پانی لائے واپس آئے تو ماں دوبارہ سو چکی تھیں۔ آپ فجر تک پانی کا گلاس ہاتھ میں پکڑے سرہانے کھڑے رہے۔ فجر کے وقت والدہ

اٹھیں تو بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایسے میں ماں نے اللہ عزوجل کے حضور دعا کی کہ اے باری تعالیٰ جس طرح میرے بیٹے نے مجھے محبوب رکھا ہے۔ اسی طرح تو بھی اس کو اپنا محبوب بنا لے۔ چنانچہ والدہ کے فرمان کے مطابق آپ محبوب الٰہی کے لقب سے مشہور ہوئے۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین الاولیاءؒ کی والدہ ماجدہ نے باوجود نامساعد حالات اور معاشی دشواریوں کے آپ کو مکتب بھیجا۔ آپ نے قرآن کریم کے علاوہ تمام مروجہ درسی کتب کا مطالعہ کیا۔ سیر الاولیا کے مصنف کے مطابق آپ کتب قدوری ختم کی تو دستور کے مطابق شہر کے علما و مشائخ نے آپ کو دستار فضیلت باندھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنے ہاتھ سے سوت کات کر کپڑا بنوایا اور دستار تیار کی۔ تقریب کے لیے کھانا تیار کر کے بزرگوں اور علما کو دعوت دی۔

والدہ کی خواہش تھی کہ آپ علوم ظاہری و باطنی میں مکمل دسترس حاصل کریں۔ چنانچہ اسی خواہش کے پیش نظر آپ اپنی والدہ اور بہن کے ہمراہ عازمِ دہلی ہوئے۔ ماں کی دعاؤں کا ثمر تھا کہ دہلی میں اس یتیم و مفلس بچے کو دہلی کے قابل ترین علما و مشائخ سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ آپؒ نے تمام علوم ظاہری فقہ، حدیث، تفسیر، کلام، معانی، منطق و حکمت، فلسفہ و ہیئت، ہندسہ و لغت، ادب و قرات اور قرآن مجید کو اس وقت کی رائج ساتوں قراتوں میں حفظ کیا۔ حضرت مولانا کمال الدین محدثؒ سے کتاب مشارق الانوار حفظ کرنے کے بعد مسند درس و تدریس حاصل کی اور والدہ کی خواہش کے مطابق عالم دین کے درجے پر پہنچے۔

والد ماجد کی وفات کے بعد آپ نے اپنی والدہ کے ہمراہ نہایت تنگدستی فقر و فاقہ میں زندگی گزاری۔ والدہ کا دستور تھا کہ جب گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو فرماتی آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ آپ کا کہنا تھا کہ ماں کی اس بات سے مجھے ایک خاص ذوق حاصل ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص بہت سا غلہ ہمارے گھر ڈال گیا جو ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔

سیر الاولیا میں منقول ہے کہ آپ کی والدہ کو جب کوئی حاجت ہوتی تو رب تعالیٰ کے حضور جھولی پھیلا کر پانچ سو مرتبہ درود شریف پڑھتیں اور وہ حاجت پوری ہو جاتی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب والدہ کا وصال کا وقت قریب آیا تو میں نے زار و قطار روتے ہوئے پوچھا کہ ماں تم مجھے کس کے سپرد کر کے جاؤ گی والدہ نے مرنے سے پہلے میرا دایاں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے فرمایا۔ اے باری تعالیٰ میں اپنے بیٹے کو تیرے سپرد کرتی ہوں۔ پھر کلمہ پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

سلطان المشائخ والدہ کی وفات کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور ان کے پاس اجودھن (پاک پتن) میں رہ کر منازل سلوک طے کیں اور خرقہ خلافت سے

سر فراز ہوئے آپؒ کو دہلی کی خلافت عطا ہوئی۔ آپؒ نے دہلی غیاث پور میں رہتے ہوئے انسانیت کی خدمت کو مقصد اولین بنایا۔ آپؒ کے دروازے ہر وقت ہر کسی کے لیے کھلے رہتے۔ آپ کی خانقاہ پر ہمہ وقت ہر مذہب اور فرقے کے لوگوں کا ہجوم رہتا۔ آپ دلوں کی تشنگی مٹانے اور مسائل حل کرنے میں ہر وقت مصروف رہتے۔ آپ کی خانقاہ زندگی کی خارزار میں تھک جانے والوں کے لیے سرائے کی مانند تھی۔ آج بھی سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا مزار پاک دہلی میں مرجع گاہ خلائق و خاص و عام ہے۔

حاصل کلام

الغرض ماں اولاد کی پہلی درسگاہ ہے۔ وہ مائیں جو اپنی اولاد کی بہترین تعلیم و تربیت کرتی ہیں، انہیں استقامت دین کا درس دیتی ہیں۔ ان کی اخلاقی و روحانی قدروں کو یقینی بناتی ہیں۔ انہیں اہل صوفہ، بزرگ و برتر ہستیوں اور پاک نفوس کے پاک دلسوز کلام اور حکمت و اسرار و رموز کی باتیں سکھاتی ہیں۔ انہیں محبتِ رسول ﷺ اور عشق الٰہی کے لیے تیار کرتی ہیں اور خود کو ان کے سامنے اعلیٰ اخلاق و نیک اطوار کی مثال بنا کر پیش کرتی ہیں۔ وہ دراصل قوم کو علم و عرفان کے مینار تراش کر دیتی ہیں۔ وہ نسلوں کی شخصیت سازی کے ساتھ ساتھ قوم کی تشکیل نو کا فریضہ بھی سرانجام دیتی ہیں۔ ایسی ہی مائیں امت مسلمہ کو حضرت اویس قرنی، حضرت بایزید بسطامی، غوث اعظم عبد القادر جیلانی اور حضرت نظام الدین اولیا جیسے سپوت عطا کرتی ہیں۔

آج اس قحط الرجال کے دور میں قوم کو ایسے باہمت، نیک اور صالح نوجوانوں کی ضرورت جو ظاہری اور باطنی دونوں محاذوں پر جہاد کر سکیں۔ یہ معاشرتی برائیاں، آنکھوں کو خیرہ کرنے والی مال و دولت، نمود و نمائش، جھوٹی شان و شوکت، تکلف و بناوٹ، فیشن پرستی، شہوت پرستی، دنیاداری کے جملہ عناصر اور سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے تباہ کن اثرات میں ماؤں کو چاہیے کہ وہ خود کو ان فکری اور دنیاوی لغزش سے نکال کر قرآن و نماز سے اپنا رشتہ منسلک کر لیں ان کی دعائیں عرش معلیٰ تک جائیں گی۔ وہ سراپا خیر و برکت بن جائیں گی۔ اگر وہ یقین و ایمان کی دولت سے مستفید ہو گئیں تو قوم کو ایسے نوجوان دے سکتی ہیں جو فضل و کمال کی ضیا پاشیوں سے اس سرزمین کو مہر و ماہ کی طرح درخشندہ و تابندہ بنا دیں۔

تنگ دستی سے نجات کا راستہ

سعدیہ کریم اسلامک اسکالر

تنگ دستی کیا ہے؟

تنگ دستی سے مراد ہے مفلسی، محتاجی، غریبی، افلاس، ہلاکت، تنگ دستی فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اکثر اوقات تنگ دستی کو فقر کے معنوں میں بھی لیا جاتا ہے۔ تنگدستی انسان کا ذہنی اطمینان اور سکون ختم کر دیتی ہے جبکہ فقر انسان خود اختیار کرتا ہے۔ فقر اختیار کرنے والا بہت پر سکون رہتا ہے وہ ہر بات میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ جیسے ہمارے نبی کریم ﷺ نے فقر اختیار کیا۔ اولیاء اللہ نے فقر اختیار کیا۔

اَلْقَابِضُ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس کا مطلب ہے تنگدستی دینے والا، قبض کرنے والا۔

یعنی وہ ذات جو موت کے وقت جسموں سے روحوں کو قبض کرنے والی ہے۔ امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں، القابض بھی ہیں اور الباسط بھی ہیں۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ مخلوق کی موت کے وقت ان کی ارواح قبض کرلیتا ہے اور مخلوق میں سے جس کا رزق تنگ کرنا چاہے تنگ کردیتا ہے اور مشرکین و کفار کے دلوں کو بند کردیتا ہے اور قیامت کے دن زمین و آسمان کو لپیٹ دے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس بندے کا رزق چاہے کشادہ کردے اور جس بندے کے دل پر چاہے اپنی رحمت کو وسیع کردے اور جسے چاہے علمی وسعت کردے۔“

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ تنگدستی اور غربت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ وہ کچھ کو تنگدست کردیتا ہے اور کچھ کو غنی کردیتا ہے۔

تنگ دستی کے عوامل

تنگ دستی کے بہت سے عوامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی تقدیر میں وسعت یا تنگی کا فیصلہ کردیا گیا ہے۔ اس کے باوجود بہت سے خارجی اور داخلی عوامل انسان کی تنگدستی کا باعث بنتے ہیں۔ خارجی عوامل میں حاسدین، معاندین اور دشمنوں کے عزائم و جارحانہ اقدامات وغیرہ شامل ہوتے ہیں جبکہ داخلی عوامل میں انسان کے اپنے اعمال و افعال تنگدستی کا باعث بنتے ہیں۔ بسا اوقات انسان اپنی لامحدود خواہشات کی تکمیل کی وجہ سے تنگدستی اور مفلسی کا شکار ہوجاتا ہے۔

ملک و قومی سطح پر بھی تنگدستی کے یہی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ آپس کی ناچاقیوں اور ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ملکی سطح پر تنگ دستی اور مفلسی غالب آجاتی ہے۔ دشمنوں اور حاسدوں کو موقع ملتا ہے اور وہ قومی انتشار کا فائدہ اٹھاکر تمام مال و اسباب پر قبضہ کرلیتے ہیں۔ اگر امت مسلمہ کے حوالے سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کی تفرقہ بازی، فرقہ واریت اور دین سے دوری نے مسلم ممالک کو مفلسی اختیار کرنے پر مجبور کردیا ہے۔ ان تمام عوامل کا سدباب کرنا ضروری ہے اور اس کے لیے اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کی سخت ضرورت ہے۔ انسان کی انفرادی اور ذاتی زندگی کے لیے دین اسلام میں جو احکامات دیئے گئے ہیں۔ وہ ہر مشکل اور پریشانی سے نکالنے کے لیے ہیں لیکن مسلمان جب ان احکامات کو اپنی زندگی میں نافذ نہیں کرتا تو وہ ہر سطح پر تنگدستی اور مفلسی کا شکار ہوجاتا ہے۔ تنگدستی و مفلسی لانے والے چند اسباب درج ذیل ہیں:

تنگ دستی کے اسباب

محتاجی اور تنگ دستی صرف مال کی کمی کا نام نہیں ہے بلکہ مال کی کثرت کے باوجود بخل اختیار کرنا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق عمل نہ کرنا بھی تنگدستی لانے کا سبب بنتا ہے۔ تنگدستی کے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔ بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا
۲۔ ننگے سر کھانا کھانا
۳۔ اندھیرے میں کھانا کھانا
۴۔ دروازے پر بیٹھ کر کھانا کھانا
۵۔ میت کے قریب بیٹھ کر کھانا کھانا
۶۔ حالتِ جنابت میں کھانا
۷۔ چارپائی پر بغیر دستر خوان بچھائے کھانا
۸۔ نکلے ہوئے کھانے میں دیر کرنا
۹۔ دانتوں سے روٹی کترنا
۱۰۔ چینی یا مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتنوں میں کھانا یا پانی پینا
۱۱۔ کھائے ہوئے برتن صاف نہ کرنا
۱۲۔ جس برتن میں کھانا کھایا ہو اسی میں ہاتھ دھونا
۱۳۔ خلال کرتے وقت جو ریشے وذرات وغیرہ دانتوں سے نکلیں انھیں دوبارہ منہ میں ڈال لینا
۱۴۔ کھانے پینے کے برتن کھلے چھوڑ دینا
۱۵۔ روٹی کی بے ادبی کرنا ہوا میں بکھرے یا پاؤں کے نیچے آئے
۱۶۔ زیادہ سونا بھی تنگدستی اور غربت لانے کا باعث ہوتا ہے
۱۷۔ ننگے ہو کر سونا
۱۸۔ کھلے راستوں پر بے حیائی سے بول و بزار کرنا
۱۹۔ کوڑا کرکٹ گھر سے نہ نکالنا
۲۰۔ بڑوں (بزرگوں، والدین، اساتذہ ومشائخ) سے بے ادبی سے پیش آنا
۲۱۔ ہاتھوں کو گارے یا مٹی سے دھونا
۲۲۔ چہرہ لباس سے خشک کرنا
۲۳۔ گھر میں مکڑی کے جالے لگے رہنے دینا
۲۴۔ نماز میں سستی کرنا ۲۶۔ نماز فجر قصداً چھوڑ دینا
۲۵۔ اولاد کو بد دعائیں دینا ۲۸۔ جھوٹ کثرت سے بولنا
۲۶۔ ٹوٹی ہوئی کنگھی استعمال کرنا

۲۷۔ماں باپ کے لیے دعائے خیر نہ کرنا

۲۸۔نیک اعمال میں ٹال مٹول کرنا

ان تمام افعال سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ ہمارے لاپرواہی سے کیے ہوئے چھوٹے چھوٹے کام بھی تنگدستی اور غربت لانے کا باعث ہوتے ہیں۔

تنگدستی سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان تمام اسباب کی بے برکتی اور مکروہیت کا احساس کیا جائے اور کثرت گناہ سے بچنے کی کوشش کی جائے کیونکہ اس کی وجہ سے رزق کی خیر و برکت ختم ہو جاتی ہے اور آفات وبلیات انسان کو گھیر لیتی ہیں۔

اگر کوئی انسان یہ چاہے کہ وہ ہمیشہ خوش و خرم زندگی گزارے اس کے تمام معاملات احسن طریقے سے انجام پائیں وہ ذہنی طور پر مطمئن اور دلی طور پر پرسکون رہے تو اسے ان تمام احسن اعمال کو زندگی میں شامل کرنا ہو گا خود اعتمادی کے ساتھ تمام مسائل کی وجوہات جان کر ان کا خاتمہ کرنا ہو گا۔ اپنے اخلاق و کردار کو اعلیٰ اوصاف و صفات سے مزین کرنا ہو گا۔اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہونا ہو گا اور اپنے فرائض کو احسن انداز سے ادا کرنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا ہو گا تاکہ معاشرتی اور معاشی طور پر اس کے انفرادی اور اجتماعی مسائل ختم ہو سکیں۔

تنگدستی سے نکلنے کا نبوی منہج واسلوب

زندگی میں خیر و برکت اور رزق حلال وسیع کے لیے کوشش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو وہ تمام طریقے سکھائے ہیں جو خیر و برکت کا باعث ہوتے ہیں اور تنگدستی وغربت سے بچانے والے ہیں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”کھانے سے پہلے اور اس کے بعد وضو کرنا محتاجی کو دور کرتا ہے۔“ (المعجم الاوسط، حدیث 7166)

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا سنت نبوی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ روٹی کے ٹکڑوں اور ذرات کو چن لیں کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص ایسا کرتا ہے اس کی تنگدستی دور ہو جاتی ہے، عیش و عشرت میں وسعت ہوتی ہے اور اس کے بچے (اولاد) صحیح و سلامت اور بے عیب ہوں گے۔ (کیمیائے سعادت، آداب الطعام)

اسی طرح مل کر کھانا کھانے سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اکٹھے کھانا کھاؤ، الگ الگ نہ کھاؤ کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

عبادات سے تنگدستی کا حل اور علاج

اولیاءاللہ فرماتے ہیں کہ دو چیزیں کبھی جمع نہیں ہوسکتیں۔ایک مفلسی اور دوسرا چاشت کی نماز۔ یعنی جو کوئی چاشت کی نماز پابندی سے ادا کرے گا وہ کبھی تنگدست اور مفلس نہیں ہوگا۔

حضرت شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزوں کی خواہش کی جن میں سے ایک روزی میں برکت کی طلب تھی جو ہمیں نماز چاشت کی ادائیگی سے حاصل ہوئی یعنی اس کے ذریعے ہمیں روزی میں برکت نصیب ہوئی اور تنگدستی ختم ہوگئی۔

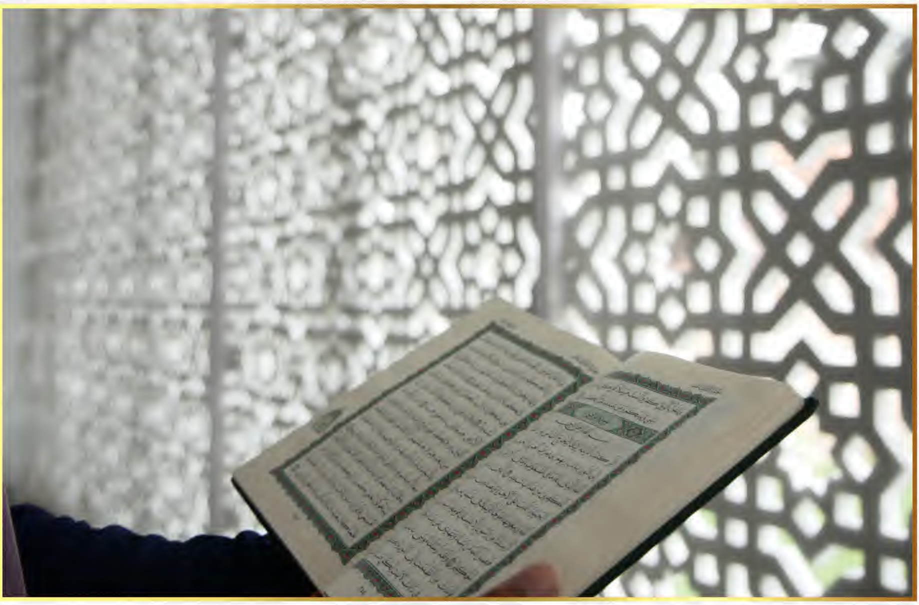

فتوح الاوراد میں منقول ہے کہ سلف صالحین سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ جو کوئی ایام بیض کے روزے رکھتا ہے اس کی تنگدستی دور ہوجاتی ہے اور اسے رزق میں برکت عطا کی جاتی ہے۔ دنیاوی آفتوں اور بلاؤں سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور دونوں جہاں کی برکتیں عطا ہوتی ہیں۔

ہر روز بعد از نماز مغرب سورۃ الواقعہ کی تلاوت کرنا بھی غربت اور تنگدستی سے نجات دلاتا ہے۔

دین سیکھنے اور سکھانے کے عمل میں مصروف رہنا بھی غربت اور تنگدستی سے نجات دلاتا ہے۔

نماز تہجد پڑھتے رہنے سے بھی تنگدستی دور ہوجاتی ہے۔

ہر وقت استغفار کی کثرت کرنا اور اپنے گناہوں پر شرمندگی اور ندامت سے بھی غربت اور تنگدستی دور ہوجاتی ہے۔

ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ پڑھنا غربت اور تنگدستی سے نجات دلاتا ہے۔ والدین کی خدمت کرنا اور تمام بزرگوں اور بچوں کے ساتھ احسن سلوک کرنا بھی خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے۔

عشاء کے بعد سورہ ملک کی تلاوت کا معمول اور بروز جمعہ سورہ کہف کی تلاوت کا معمول بھی غربت و تنگدستی کو دور کرتا ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ دس محرم الحرام کو مسکینوں، محتاجوں اور غریبوں کو کھانا کھلانے سے پورا سال رزق میں برکت رہتی ہے۔

مفلسی اور تنگدستی سے نکلنے کے لے درود پاک کی کثرت کرنا چاہیے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ کو سلام کرنے سے بھی تنگدستی اور مفلسی دور ہو جاتی ہے۔

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ:

ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی مفلسی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو اور اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو مجھ پر سلام بھیجو اور ایک مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھا کرو۔ اس شخص نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے غنی کر دیا۔

یہ وہ تمام دینی اور اسلامی طریقے ہیں جو انسان کی تنگ دستی، غربت افلاس اور محتاجی کو دور کر دیئے ہیں اور ان تمام طریقوں کے مطابق زندگی گزارنے والے لوگ ہی کامیاب ہوتے ہیں۔

حاصل کلام

تنگ دستی سے نکلنے کے لیے انسان کو خود پر اعتماد کرنا چاہیے۔ خود اعتمادی انسان کی وہ خوبی ہے جو اسے بہت سی کامیابیاں دلاتی ہے۔ خود اعتمادی کی بنیاد اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کو اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے ادا کرنا چاہیے۔ زندگی کے تمام تر معاملات و اعمال و افعال دین اسلام کے بتائے گئے طریقوں کے مطابق انجام دینے چاہیے۔ اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے خود وسائل پیدا کرنا چاہیے ان وسائل کو خود اعتمادی کے ساتھ بروئے کار لانا چاہیے۔ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ بطور مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کرنا ہی اصل کامیابی ہے اور تنگدستی سے نکلنے کا واحد حل اور علاج ہے۔ ملکی و قومی اور انفرادی سطح پر اتحاد اور مشاورت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

الفیوضات المحمدیہ
(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

وظیفہ برائے وسعتِ رزق: یَا مَلِکُ

فوائد و تاثیرات: اس اسم مبارک کے وظیفہ سے نورِ قلب اور رزق میں فراخی نصیب ہوتی ہے، معاملات کی اصلاح ہوتی ہے۔

جو شخص روزانہ سو (**100**) مرتبہ زوال کے وقت اس کا معمول رکھے اسے صفائے قلب نصیب ہو گا اور کدورت و سیاہی دور ہو گی۔ جو شخص اس کو بعد نماز فجر ایک سو اکیس (**121**) مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے وسائلِ رزق میں وسعت پیدا ہو گی۔

عام معمول: اوّل و آخر 11،11 مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (100) مرتبہ روزانہ کریں۔

اس وظیفہ کو حسب ضرورت **11** دن، **40** دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

وظیفہ برائے کثرتِ رزق و رحمت و کثرتِ خیرات و برکات

ہر قسم کی خیر و برکت، رزق و رحمت کی کثرت اور انعاماتِ الٰہیہ کے لئے یہ وظیفہ نہایت مفید اور مؤثر ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔

11 بار، **40** بار یا **100** بار پڑھیں۔

اول و آخر **11،11** مرتبہ درود شریف اور **11،11** مرتبہ استغفار پڑھیں۔

اس وظیفہ کا بہتر وقت بعد از نماز فجر طلوع آفتاب سے پہلے، بعد نماز عصر غروبِ آفتاب سے پہلے یا بعد نماز عشاء سونے سے پہلے ہے۔

اس وظیفہ کو کم از کم **40** دن یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

اَلْوَهَّابُ ــــــ بہت عطا فرمانے والا)

فقر و فاقہ سے نجات کا وظیفہ: یَا وَهَّابُ

فوائد و تاثیرات: اس وظیفہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ فقر و فاقہ سے ایسے نجات دیتا ہے جس کا انسان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

نمازِ چاشت کے بعد سجدہ میں **7** مرتبہ اس وظیفہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ غنائے قلب عطا کرتا ہے۔ نمازِ چاشت کے بعد سجدہ میں **100** مرتبہ اس کا ورد کرنے سے وسعت رزق نصیب ہوتی ہے۔

عام معمول: اوّل و آخر **11،11** مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (**100**) مرتبہ روزانہ کریں۔

اس وظیفہ کو حسب ضرورت **11** دن، **40** دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

تنظیمی و تربیتی کیمپ 2024ء رپورٹ

انیلا الیاس

منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان کے زیر اہتمام ٹاؤن شپ لاہور میں دو روزہ تنظیمی و تربیتی کیمپ 2024 کا انعقاد کیا گیا جس میں پورے پاکستان سے ویمن لیگ تنظیمات کی عہدیداران نے شرکت کی۔ کیمپ کا باقاعدہ آغاز قادریہ سدرہ انور نے تلاوت کلام مجید اور نعت رسولِ کریم ﷺ سے کیا۔ افتتاحی تقریب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی کلپ بعنوان "دعوت و تبلیغ دین میں خواتین کا کردار" پیش کیا گیا، جس نے تمام شرکاء پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

دعائے حصولِ اخلاص و حسن نیت

تنظیمی و تربیتی کیمپ کی سرگرمیوں کا آغاز قرآن مجید کی آیات مبارکہ پر غور و فکر اور درج ذیل دعاؤں سے کیا گیا۔

”اے اللہ! ہم تجھ سے نیت میں اِخلاص اور باطن کی صفائی طلب کرتے ہیں۔ ہمیں ہر قول و عمل میں حسنِ نیت عطا فرما۔ ہماری نیتوں کو اپنے اور ہمارے مابین سچائی سے بھرپور بنا۔ ہمارے تمام اعمال کو نیک اور مقبول بنا، جن میں کسی قسم کی ریاکاری ہو نہ شہرت کی خواہش۔“

"اے اللہ! ہمیں بہترین اور خالص ترین اعمال کی ہدایت عطا فرما۔ ہمارے اَعمال کو صرف اپنی رضا کے لیے خالص بنا، اُن میں کسی بھی مخلوق یا شیطان کا کوئی حصہ نہ رکھ، اور ہمارے اعمال کو ہم سے بہترین انداز میں قبول فرما۔"

"اے اللہ! ہمیں اپنے قول و عمل میں مخلص اور سچے لوگوں میں شامل فرما۔"

"اے اللہ! ہمیں قلبِ سلیم اور ستھری نیت عطا فرما، اور اُن لوگوں میں شامل فرما جو بات کو غور سے سنتے ہیں، اور پھر اس کے بہتر پہلو کی اِتباع کرتے ہیں۔"

"اے اللہ! ہمارے دلوں کو سلامتی والا اور نیتوں کو پاکیزہ بنا دے، اور ہمیں اپنے صالح بندوں میں شامل فرما۔"

"اے اللہ! ہم تجھ سے ریاکاری، نفاق اور بُرے انجام سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے تمام جہانوں کے پروردگار!"

"اے اللہ! ہمارے پیشِ نظر تمام دنیوی اَعمال میں صرف تیری رضا کی طلب ہو۔ ہمیں وہ اَعمال بجا لانے کی توفیق عطا فرما جو تجھے محبوب اور پسندیدہ ہوں؛ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔"

نائب صدر منہاج القرآن ویمن لیگ کی خصوصی گفتگو

منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے تنظیمی و تربیتی کیمپ 2024ء میں نائب صدر منہاج القرآن ویمن لیگ محترمہ سدرہ کرامت نے افتتاحی کلمات ادا کرتے ہوئے تمام شرکاء کا استقبال کیا اور دعوت دین کے فروغ کے لیے تربیتی کیمپ میں شرکت کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔

اپنے افتتاحی کلمات میں محترمہ سدرہ کرامت نے کہا کہ یہ نشست ارشاد باری تعالیٰ کنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر کی عملی شکل کی طرف ایک اہم قدم ہے، لہذا یہ دو روزہ کیمپ عام نہیں ہے بلکہ اللہ کے مخاطبین کی نشست ہے جن کو اللہ نے اس طبقہ میں شامل کیا ہے جو انسانیت کی راہنمائی کے لیے کوشاں رہتے ہیں اور بہترین طبقہ قرار دیا ہے۔ اس انتخاب کے اعزاز کے ساتھ ہم پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیکی کو سر بلند کرنے اور برائی کو روکنے کے لیے جو کچھ

کر سکتے ہو وہ کرو اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم کنتم خیر أمة أخرجت للناس کا عملی پیکر بنیں گے۔اور اس دور میں اس توفیق الٰہی کی عملی شکل کا نام منہاج القرآن ہے جس پر ہمیں اللہ کا ہزار ہا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں اس توفیق کی بجا آوری کے لیے تحریک منہاج القرآن کا پلیٹ فارم عطا کیا تاکہ ہم دین پر نا صرف عمل پیرا ہوں بلکہ اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھتے ہوئے انسانیت کو اللہ کے دین کی طرف بلائیں اور قرآن کریم کے اس ارشاد کا عملی پیکر بنیں۔

بریفنگ۔منہاج کالج برائے خواتین

ڈائریکٹر ٹریننگ منہاج کالج برائے خواتین، محترمہ ڈاکٹر جویریہ حسن نے کہا کہ نوجوان نسل کیلئے صحیح تعلیمی ادارے کا انتخاب ان کے اچھے کردار کی ضمانت ہے۔شرکاء سے سوال کرتے ہوئے محترمہ جویریہ حسن نے خواتین کو سوچنے پر مجبور کیا کہ پاکستانی تعلیمی ادارے نوجوان نسل کو وہی فکر دے رہے ہیں جو فکر اور شعور معاشرے اور قوم و ملت کی اصلاح کیلئے ضروری ہے؟ یا پھر کیا ہمارے تعلیمی ادارے ہمیں اس قابل بناتے ہیں کہ ہم ملت اسلامیہ کی تقدیر بدل سکیں؟

شرکاء کو مخاطب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہمیں ایسے انسٹیٹیوٹ کا انتخاب کرنا چاہیے جہاں نوجوان نسل بالخصوص خواتین کو جدید دور کے ہنر اور ڈگری کے ساتھ ساتھ کردار سازی کے لیے لائحہ عمل بھی دیا جائے اور وہ فکر، تعلیم اور شعور اس دور میں نوجوان نسل کو منہاج کالج برائے خواتین کی طرف سے دیا جا رہا ہے جہاں بیک وقت عصری علوم اور شرعی علوم دونوں کی ڈگریز کے ساتھ ساتھ خواتین کی شعوری تربیت اور کردار سازی کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے، ان تمام تعلیمی اداروں کے برعکس جہاں ڈگریوں کا امبار نوجوان نسل کی کردار سازی کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔محترمہ جویریہ حسن نے منہاج کالج برائے خواتین کے مختلف ڈیپارٹمنٹس کا تعارف بھی کروایا۔

آل پاکستان تنظیمات "مشاورتی اجلاس"

صدر منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان ڈاکٹر فرح ناز کی زیرِ صدارت ہونے والے مشاورتی اجلاس میں مرکزی کور کمیٹی کی جانب سے میلاد مہم 2024ء مراکز علم کا قیام، طالبات کی ایم ایس ایم سسٹرز میں شمولیت اور نسل نو کی تربیت کے لیے ایگزز

ڈیپارٹمنٹ کو فوکس کرنے جیسے ایجنڈوں پر بحث کا آغاز کیا گیا جس میں پاکستان بھر سے شریک ضلعی و تحصیلی صدرور اور ناظمات نے اپنی قیمتی آراء دیں۔

مراقبہ سیشن

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام تنظیمی وتربیتی کیمپ 2024ء میں ملک بھر سے آئی ذمہ داران کی روحانی بالیدگی کے لیے "شیخ الاسلام مرکز علوم الروحانیہ" کے مراقبہ ہال میں خصوصی سیشنز کا انعقاد کیا گیا۔ محترم سید خالد حمید کاظمی الازہری نے ایک گروپ کو "مراقبہ نسبت توحید" جبکہ دوسرے گروپ کو "مراقبہ نسبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کروایا۔

ڈائریکٹر دعوت و تربیت نے مراقبہ کے حوالے سے بریف کرتے ہوئے گروپس کو بتایا کہ مراقبہ کرنے والا اپنے اعمال اور نفس کے محاسبے کی نیت سے تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالٰی کی طرف دھیان جمانے کی کوشش کرے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو یہ بات ہر آن اور ہر گھڑی مستحضر رہے کہ اللہ تعالٰی میرے ظاہر و باطن سے مکمل طور پر با خبر ہیں، نیز وہ اللہ تعالٰی کی طرف سے رحمت اور فیوضات برسنے کا منتظر ہوتا ہے۔

بریفنگ۔ منہاج یونیورسٹی

منہاج یونیورسٹی لاہور کی نمائندہ محترمہ عائشہ عامر (اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایڈمیشن) نے کیمپ میں تشریف لائی ذمہ داران و کارکنان کو منہاج یونیورسٹی کے حوالے سے تعارفی بریفنگ دی اور یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات اور تنظیمی پراجیکٹس سے متعلق تفصیلی راہنمائی فراہم کی۔

ناظم شعبہ جات (اے) کی خصوصی گفتگو

سربراہ میلاد مہم 2024 محترمہ عائشہ مبشر نے میں میلاد مہم کے ورکنگ پلان، اسکی جہات اور اہداف پر منہاج القرآن ویمن لیگ کی ذمہ داران اور کارکنان کو بریفنگ دی۔

امسال ویمن لیگ نے یونٹ سازی بذریعہ مراکز علم کو سال 2024-25 کا بنیادی مقصد قرار دیا۔ محترمہ عائشہ مبشر نے اپنی گفتگو میں ویمن لیگ کے تنظیمی، شعبہ جاتی، مہماتی اور منصوبہ جاتی اہداف سے مقاصد کے حصول کا تفصیلی لائحہ عمل پیش کیا نیز

تمام ذمہ داران کو نئے ورکنگ ائیر کے آغاز میں ہی سال کے 12 مہینوں اور 365 دنوں کا منظم لائحہ عمل دینے پر رہنمائی کی۔

چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی خصوصی گفتگو

منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان کے زیر اہتمام دو روزہ تنظیمی و تربیتی کیمپ کے پہلے روز شرکاء سے خطاب کیا۔انھوں نے خطاب کا آغاز احادیث رسول ﷺ کی قرآت سے کیا جس کے سماع کا اہتمام تمام شرکاء مجلس نے کیا اور چیئرمین سپریم کونسل کے ہمراہ احادیث کی قرات بھی کی۔ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے مراکز علم کی اہمیت کو احادیث رسول ﷺ کے ذریعے اجاگر کیا اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے حدیث کے سماع، حدیث کی حفاظت، درس اور ابلاغ کے لیے کوشاں رہنے والوں کے لیے خوشخبری سنائی اور دعا فرمائی کہ اللہ اس شخص کو ہمیشہ شاداب رکھے جس نے حدیث سن کر یاد کی اور حدیث کو آگے پہنچانے کا اہتمام کرے۔آپ نے فرمایا کہ منہاج القرآن ویمن لیگ کے مراکز علم کے ذریعے اسی حدیث رسول ﷺ کے فروغ کو عام بنایا جائے گا جس کا ذکر حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ان لوگوں کو اجنبی قرار دیا اور ان کو مبارکباد دی جو فساد کے دور میں اصلاح معاشرہ کا کام حدیث رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ کے ذریعے کریں گے۔اور یہی مراکز علم قائم کرنے کا مقصد ہے کہ ہر گھر میں ایک گوشہ درس حدیث کے لیے مختص کر دیا جائے تاکہ ہم حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہو سکیں۔تحریک منہاج القرآن کا خاصہ یہ ہے کہ جس دور میں تبلیغ، دعوت، اور فروغ علم کا کام ہر کوئی کر رہا ہے، وہاں تحریک منہاج القرآن کے حصہ میں ان تمام کاموں کے ساتھ ساتھ تجدید دین کا کام بھی آیا ہے اور حدیث کو سمجھنے کے لیے جس محدث کامل کی ضرورت ہے، جس کی زندگی کا ہر پہلو سنت مصطفی ﷺ کی پیروی سے مزین ہو، وہ ہمیں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی صحبت میں حاصل ہے۔اس لیے ہمیں اللہ کی اس نعمت اور توفیق کی قدر کرتے ہوئے ہر گھر کو ایک مرکز علم بنانے کی ضرورت ہے۔

دوسرا دن ... نائب صدر منہاج القرآن ویمن لیگ کی خصوصی گفتگو

منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے تنظیمی و تربیتی کیمپ کے دوسرے روز دوران خطاب نائب صدر منہاج القرآن ویمن لیگ محترمہ سدرہ کرامت نے شرکاء کو مخاطب کرتے ہوئے مراکز علم کے نظریہ، مقصدیت، بنیادی حدف، اور حکمت عملی پر بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ مراکز علم کا وژن دعوت کے ذریعے تعلیمی، اخلاقی، فکری اور شعوری انقلاب بپا کرنا ہے جس کے ذریعے مصطفوی معاشرے کی تشکیل کی جائے۔ مراکز علم کے طفیل معاشرے میں فروغ علم، بیداری شعور اور تحسین اخلاق کرنے کی جدوجہد تحریک منہاج القرآن کے مقاصد میں شامل ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مراکز علم کے ذریعے تربیت یافتہ افراد کی تیاری کی جائے اور ان کے اندر معاشرے کو تبدیل کرنے کی آرزو بیدار کی جائے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری تاکید فرماتے ہیں کہ اس خواہش کو پختہ عقیدہ اور ایمان بنا لیں کہ ہمارا جینا مرنا اسی مقصد کے لیے ہو۔ یہ سب کچھ مراکز علم کے ذریعے ہی ممکن ہو گا۔ مراکز علم کا مقصد فقط علم اور حدیث کا درس دینا نہیں بلکہ سوچ، سمت، اور اخلاق کی تبدیلی ہے۔ عملی زندگی میں فکر، اخلاق اور شعور کی تعلیم دینے سے معاشرے کے افراد کی کردار سازی ہوگی۔ اور اس ضمن میں ہماری زمہ داری ہے کہ اس دینی خدمت کے لیے کم از کم 25000 گھروں میں مراکز علم قائم کریں۔ اور ان مراکز کے نتیجے میں معاشرے میں مثالی ماؤں، اور مثالی خاندانوں کی تشکیل ہوگی۔ یہ مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لیے محسن معلمات کی تشکیل ضروری ہے جو اپنے کردار سے دوسروں کی بھی اچھی تربیت کر سکیں۔ مراکز علم کا نصاب حدیث رسول ﷺ ہے جو فروغ شعور کے ذریعے عادات کی تبدیلی کا باعث بنے گا۔

صدر منہاج القرآن ویمن لیگ کی خصوصی گفتگو

صدر منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان ڈاکٹر فرح ناز نے خطاب کرتے ہوئے 'علم نافع' کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتے ہوئے حضور ﷺ کے ارشاد مبارک اور اس نشاندہی کا حوالہ دیا کہ دین ہر گھر میں داخل ہوگا۔ اور بیان کیا کہ اس تصور کا نفاذ

ہمیں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مراکز علم قائم کرنے کی تلقین اور حکمت عملی سے ظاہر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر فرح ناز نے کہا کہ ہمارا حوالہ فقط دین نہیں بلکہ علم ہے اور ایسی نسل کی تیاری ہے جو علم، شعور، اخلاق اور کردار میں مثالی ہو۔ دینی قدریں بچانے کی ابتدا گھر سے ہوتی ہے اور گھر میں دین کی حفاظت گھر میں مرکز علم قائم کرنے سے ہوگا۔ اس لئے گھروں کو تربیت گاہیں بنائیں اور اس بات کو سعادت سمجھیں کہ ایک مصطفوی معاشرے کی کچھ بنیاد ہم بھی رکھ جائیں۔ ڈاکٹر فرح ناز نے پانچ نبوی دعائیں پڑھائیں جو مراکز علم کی وضاحت کرتی ہے اور کہا کہ حضور ﷺ نے اس علم سے پناہ طلب کی جو علم نافع نہ ہو، اور علم نافع وہ ہے جو کردار میں نظر آئے۔ اس لیے ہر وقت علم نافع میں اضافے کی دعا کرتے رہنا اور اس کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ فرمان مصطفیٰ ﷺ کے مطابق حق اور باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق مانگنی چاہیے تاکہ حق اور باطل خلط ملط نہ ہوں۔ ہدایت ملنے کے بعد واپس اندھیرے میں ڈوب جانے کے امکانات ہمیشہ موجود رہتے ہیں اس لیے خود کو روز یاددہانی کروانا انتہائی ضروری ہے۔ انفرادی جدوجہد کے بجائے بطور ایک کمیونٹی کام کرنا زیادہ موثر ہے اور مراکز علم سے ایک ایسی کمیونٹی وجود میں آئے گی جو اخلاقی قدریں بچا سکے۔ پہلے اپنے گھروں پر کام کرنے کی ضرورت ہے اسی زندگی گزارنے کے نبوی ﷺ کو آگے بڑھاتے ہوئے معاشرے میں دین کی قدروں کی حفاظت ہو سکے گی۔ ڈاکٹر فرح ناز نے کہا کہ یہ تمام اہداف مراکز علم کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتے ہیں اور اس کے لیے لائحہ عمل بھی پیش کیا۔

ناظمہ زونز (بی) کی خصوصی گفتگو

ناظمہ زونز (بی) محترمہ ام حبیبہ اسماعیل نے دو روزہ تنظیمی و تربیتی کیمپ کے دوسرے روز مراکز علم نصاب پر بریفنگ دیتے ہوئے حدیث مبارکہ کو مراکز علم کا مرکزی مضمون قرار دیا۔ محترمہ نے مراکز علم کے مختلف جزیات اور مضامین کی وضاحت دیتے ہوئے مراکز علم کا ماڈل بیان کیا اور ایک سیمسٹر کا سلیبس پیش کیا۔ آپ نے مراکز علم کو ایک سطر میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ مراکز علم 'فرد کی اصلاح سے معاشرے کی

اصلاح تک کا سفر' ہے۔یہ قرآن و حدیث اور سنت و حدیث پر مشتمل ایک ایسا نصاب اور روڈ میپ ہے جس کے ذریعے مصطفوی معاشرے کا قیام یقینی بنا جائے گا۔

انھوں نے بیان کیا کہ مراکز علم کے سلیبس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ ایمانیات اور عقائد، فقہ، معاشرت اور اخلاقیات، اور دعوت و اجتماعیت ہیں جبکہ اس کا نیوکلیئس حدیث مبارکہ ہے۔اگر ہم سنت اور حضور ﷺ کے ارشادات کو پکڑ لیں اور ان پر عمل پیرا ہوں تو خیر کے سب راستے کھل جاتے ہیں۔مراکز علم کے نصاب میں انفرادی اور اجتماعی اصلاح سے متعلق احادیث کا مجموعہ موجود ہے جو ہماری روز مرہ زندگی سے مطابقت رکھتا ہے اور صبح سے شام تک آنے والے تمام چیلنجز کو فیس کرنے کے لیے ایک مکمل نصاب ہے جو مسائل کا حل حدیث کی روشنی میں پیش کرتا ہے۔مراکز علم کے تحت عملی تربیت کا انعقاد بھی ممکن بنایا جا سکتا ہے اور آپس کے تعلقات اور حقوق العباد میں بھی بہتری لائی جاسکتی ہے۔یہ معاشرے کے تینوں پہلوؤں یعنی فرد کی اصلاح، خاندان کی اصلاح اور معاشرے کی اصلاح پر زور دیتا ہے۔اس لیے مراکز علم کو نا صرف قائم کرنے بلکہ مستقبل طور پر جاری رکھنے اور ان مراکز میں خواتین کی شرکت کی یقینی بنانا بھی بہت ضروری ہے۔

ناظمہ شعبہ جات (بی) کی خصوصی گفتگو

ناظمہ شعبہ جات بی محترمہ لبنٰی مشتاق نے کے شرکاء سے گفتگو کرتے ہوئے مراکز علم کے سات اجزاء میں سے دو اجزاء، سنت اور دعا، کی اہمیت کو اجاگر کیا۔آپ نے بیان کیا کہ سنت پڑھائی نہیں جاتی بلکہ عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔انھوں نے قرآن، حدیث اور اقوال سے سنت کی اہمیت کو بیان کیا اور معاشرے کی موجودہ صورت حال کا منظر پیش کیا کہ اخلاقی طور پر ہمارا معاشرہ زوال کا شکار ہے اور معاشرہ سنت رسول ﷺ سے کیسے بدل سکتا ہے۔اللہ کی سنت ہے کہ وہ حضور ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ پاک نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ سے محبت کرتا ہے تو وہ اللہ کے محبوب ﷺ کی پیروی کرے، پھر اللہ اس شخص سے محبت کرے گا اور اس کو معاف کر دے گا۔حضور ﷺ سے محبت کا عملی مظاہرہ سنت مصطفی ﷺ کی پیروی ہے جسکا حکم اللہ نے جابجا دیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ عجیب ہیں جو میری سنت کو زندہ کریں گے اور لوگوں کو سکھائیں گے۔ سنت نبویﷺ اصلاح معاشرہ کا ذریعہ ہے۔ جس اندرونی اور بیرونی انتشار کا شکار ہمارا معاشرہ ہے اس سب سے باہر نکلنے کا واحد طریقہ حضور ﷺ کی سنت کی پیروی ہے۔

محترمہ لبنٰی مشتاق نے وضاحت کی کہ سنت نبویﷺ سے عادات اور شخصیت میں تبدیلی کیسے ممکن ہے اور یہ سب مراکز علم کے نصاب میں شامل ہے۔ دعوت دین میں صبر و تحمل بھی ایک سنت ہے۔ دعوت دین کے لئے پہلے خود 'محسنہ' بننا ضروری ہے اور محسنہ بننے کے لیے سنت نبوی پر عمل کرنا اہم ہے ورنہ ہم جو دعوت دیں گیں اسکا اثر افراد پر نہیں ہوگا۔ اسی طرح دعا اور مسلسل جدوجہد بھی انبیاء کی سنت ہے۔ دعا انسان میں عجز پیدا کرتی ہے کہ جو کچھ بھی میں نے کیا اس میں میرا کمال نہیں ہے بلکہ اللہ کی توفیق ہے۔

دعوت دین کا اہم جز دعا ہے کیونکہ صرف ہماری جدوجہد سے نتائج ملنا ممکن نہیں ہے جب تک دعا بھی اس میں شامل نہ ہو لہذا اپنے اور ان سب کیلئے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہیے جن کو ہم دین کی دعوت دیتے ہیں۔ معاشرے کی تبدیلی 'دعا' اور سنت رسولﷺ پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔

تنظیمی وتربیتی کیمپ 2024: ماڈل کلاس

صدر منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان ڈاکٹر فرح ناز نے مراکز علم کی ماڈل کلاس مرکزی ایگزیکٹو ٹیم اور فیلڈ ذمہ داران کو پڑھائی اور سیمسٹر کی پہلی کلاس کا آغاز نصاب کی پہلی حدیث مبارکہ کی قرآت اور تشریح سے کیا اور حدیث مبارکہ کو پریکٹس کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کم از کم تین افراد تک پہنچانے کی ہدایت دی۔

ناظمہ زونز (اے) کی خصوصی گفتگو

ناظمہ زونز (اے) محترمہ انیلہ الیاس نے میں مراکز علم کا میکینزم اور تفصیلی پلان پیش کیا۔ علم کے کلچر کو گھر گھر پہنچانے کے لیے مشترکہ جدوجہد کا پلان اور پیش آنے والی مشکلات کا حل بیان کیا۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ چار مہینے کا کورس نہیں بلکہ اپنی زندگی تبدیل کرنے کا نصاب ہے۔

مراکز علم کے قیام کو عمل میں لانے کے لیے تفصیلی ہدایات کے ساتھ ساتھ مراکز علم کے مختلف لیولز پر بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ مرکز منہاج القرآن میں فیز کل کلاسز کا آغاز ہوگا اور مرکز سے ہفتہ وار آنلائن ٹریننگ کلاسز کا اہتمام بھی کیا جائے گا تاکہ حدیث رسول ﷺ آگے بہترین طریقے سے پہنچانے کیلئے ٹریننگ مرکز سے لے کر یونٹس تک پلاننگ کے ساتھ چلتی رہے اور تمام ڈیپارٹمنٹس اور زونز اس میں شامل رہیں گے۔اس سب کا مقصد عوام کو حدیث کا طالب علم اور خادم بنانا ہے۔ہر مرکز علم میں 5 خواتین ایسی ضرور ہونی چاہیے جو سیکھ کر آگے اپنے گھروں میں مراکز علم قائم کریں تاکہ مراکز علم کا یہ جال زیادہ سے زیادہ پھیلایا جا سکے۔

عرفان الہدایہ ڈیپارٹمنٹ کے زیرِ اہتمام تنظیمی و تربیتی کیمپ میں فیلڈ سے تشریف لائی ہوئی ناظمات الہدایہ اور قرآن سکالرز کے لیے ٹریننگ ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔

محترمہ لبنیٰ مشتاق(ناظمہ شعبہ جات منہاج القرآن ویمن لیگ) نے ناظمات الہدایہ اور قرآن سکالرز کے سامنے عرفان الہدایہ ڈیپارٹمنٹ کی ورکنگ، اہداف اور دور پر فتن میں قرآن مجید کے ساتھ خواتین معاشرہ کا تعلق استوار کرنے کے لئے کن پروجیکٹس پر کام کرنا اشد ضروری ہے کے موضوع پر احسن انداز میں گفتگو کی۔

بعد ازاں محترمہ عائشہ صدیقہ (ڈپٹی ڈائریکٹر عرفان الہدایہ ڈیپارٹمنٹ)نے ڈیپارٹمنٹ کے سالانہ پروجیکٹس اور سرگرمیوں کے بارے میں بریفنگ دیتے ہوئے ٹارگٹس بھی دیئے۔

محترمہ فضہ حسین قادری کی خصوصی گفتگو

محترمہ فضہ حسین قادری نے منہاج القرآن ویمن لیگ کے تحت دو روزہ میں شرکت کی اور شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے وضاحت کی کہ نیک صحبت سے کیسے فائدہ اٹھایا جائے، اور صحبت صلحاء کے ذریعے ہم اپنی زندگی اور آخرت کیسے سنوار سکتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر ہم صلحاء اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی صحبت سے حاصل کردہ علم کو عمل میں نہیں بدلیں گے، اور اگر اس پلیٹ فارم

سے ملنے والی برکتیں اور تربیت کو عملی جامہ نہیں پہنائیں گے تو ہمیں نیک صحبت اور درس سننے کو ثواب تو ملے گا لیکن ہماری زندگیاں نہیں بدلیں گی اور ہم اچھی صحبت کے اثرات ضائع کر دیں گے۔

محترمہ فضہ حسین قادری نے کہا کہ ہم میں سے بہت سے لوگ زندگی کی مصروفیات میں کھو کر اپنے معاملات اور اولاد کو اپنا فوکس بنا لیتے ہیں اور آخرت کو بھول جاتے ہیں جبکہ ہماری زندگی کا فوکس حضور ﷺ کی ذات ہونا چاہیے۔ زندگی کی مصروفیات بڑھ بھی جائیں تو زندگی کے کسی بھی مرحلے میں خود کو نیک صحبت سے disconnect نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اولیاء اللہ ہمہ وقت تازہ دم رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے ظاہری اور باطنی طہارت حاصل کر لی ہوتی ہے۔ ہمیں قرآنی حکم کے مطابق خود کو اولیاء کی سنگت میں جمائے رکھنے کی ضرورت ہے جنکی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمیں حضور ﷺ کی سنت یاد دلاتا رہے۔

خدمت دین، تبلیغ اور بہت سے نیک کاموں میں حصہ ڈالنے کے باوجود ہمارے اندر تبدیلی اس لیے نہیں آتی کیونکہ ہم مطابعت نہیں کرتے۔ صحبت کے ساتھ ساتھ مطابعت بھی ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم صرف برکتیں نہ سمیٹیں بلکہ صحبت کے اثرات کو اپنانے کی بھی کوشش کریں تاکہ ہم منہاج القرآن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو اچھے طریقے سے represent کر سکیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بری صحبت کو زندگی سے نکال دیں۔ تب ہی اچھی صحبت کا فائدہ ہو گا اور نیک عمل ضائع ہونے سے بچ جائیں گے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت سنواریں اور جو سیکھا ہے اس پر عمل کرتے ہوئے نہ صرف اپنی اصلاح بلکہ معاشرے کی بھی اصلاح کریں۔

پروگرام کے اختتام پر محترمہ فضہ حسین قادری نے کیمپ کے شرکاء سے کیمپ سے متعلق آرا بھی لی اور تمام مقررین نے کیمپ کے اہداف کی کامیابی کے لیے دعا کی۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کے تحت منعقدہ تنظیمی و تربیتی کیمپ 2024 دینی تعلیم اور تربیت کے لیے ویمن لیگ کی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

41ویں عالمی میلاد کانفرنس 2024ء

خصوصی رپورٹ: لبنیٰ مشتاق: سربراہ عالمی میلاد کانفرنس 2024ء

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام ہر سال اپنی نوعیت کی منفرد میلاد النبی ﷺ کانفرنس مینار پاکستان میں منعقد کی جاتی ہے جس میں عشاقان مصطفی ﷺ لاکھوں کی تعداد میں بیرون واندرون ممالک سے شرکت کرتے ہیں اور آقا علیہ السلام سے دلی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس روز مینار پاکستان پر ایک جشن کا ساسماں ہوتا ہے کیونکہ یہ سب خوشیوں سے بڑی خوشی اور سب عیدوں سے بڑی عید ہے کیوکہ 12 ربیع الاول کو ہمارے آقا احمد مصطفی ﷺ کی اس ہست و بود میں تشریف آوری ہوئی۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا هوا خيرمما يجمعون حضور ﷺ کی ولادت اللہ رب العزت کا فضل ہے اور اس کی رحمت ہے۔ لہذا خوشیاں مناؤ۔ اس خوشی کو منانے کے لیے امسال بھی ۱۱، ۱۲ ربیع الاول کی درمیانی شب کو مینار پاکستان کے گراؤنڈ میں 41ویں سالانہ عالمی میلاد کا انعقاد کیا گیا جس میں قومی و بین الاقوامی مہمانان گرامی قدر، علماء، مشائخ، اساتذہ، وکلاء اور ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔

محفلِ قرأت

بالخصوص ایران سے قراء حضرات کا پورا وفد شریک ہوا جس نے اپنی خوبصورت آواز و لہجے سے پوری فضا کو منور کر دیا جس سے ایک سماں سا بندھ گیا اور سامعین پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ دراصل عالمی کانفرنس کے انعقاد کا مقصد حضور ﷺ کی ذات اقدس سے محبت اور تعظیم و تکریم کی نسبت کو پختہ کرنا ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے رنگ میں خود کو ڈھالنا ہوتا ہے اور حضور ﷺ سے وفاداری اور جانثاری کے جذبے کو پروان چڑھانا ہوتا ہے۔ بصورت دیگر اگر آپ ﷺ کی سیرت کا رنگ ہماری زندگیوں میں نظر نہیں آتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے محفل میلاد کے ثمرات کو سمیٹا نہیں۔

محفل نعت

عالمی میلاد کانفرنس میں عشاقان مصطفی ﷺ میں جذبہ محبت کو مزید پروان چڑھانے کے لیے نعت خوانی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نعت خواں ہر سامعین کے روح کے تار چھڑتے رہے جس کی وجہ سے ہر شخص جھوم جھوم کر نعت خواں کو داد دیتا رہا۔

بچوں کی خصوصی پرفارمنس

ویمن لیگ کے ذیلی شعبہ ایگرز کے زیر انتظام بچوں نے قصیدہ بردہ شریف کو بڑی خوبصورت انداز میں پیش کیا اور خوبصورت لباس زیب تن کر کے سٹیج پر خصوصی پرفارمنس دی۔

عالمی میلاد کانفرنس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے آن لائن شرکت کی اور خصوصی خطاب فرمایا۔ یہ کانفرنس صاحبزادہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور صاحبزادہ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی زیر نگرانی منعقد ہوئی۔ اس پروگرام کے جملہ انتظامی امور ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈا پور، بریگیڈیئر(ر) اقبال احمد خان(نائب صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل)اور محمد جواد حامد(نائب ناظم اعلیٰ ایڈمنسٹریشن) کی سربراہی میں قائم کمیٹیوں نے احسن طور پر انجام دیئے۔

عالمی میلاد کانفرنس میں خواتین طلبہ اور بچوں کی بھی ایک بڑی تعداد شریک ہوتی ہے جس کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری صدر ویمن لیگ محترمہ فرح ناز اور ناظمہ ویمن لیگ محترمہ سدرہ کرامت اور سربراہ عالمی میلاد کانفرنس2024ء محترمہ لبنیٰ مشتاق کی زیر نگرانی قائم کمیٹیوں کی بڑی تعداد نے بڑے نظم وضبط اور احسن طریق سے سرانجام دی۔

ضیافت میلاد کا انتظام

عالمی میلاد کانفرنس کے موقع پر بڑی سطح پر شرکاء کانفرنس کے لیے ضیافت کا انتظام کیا گیا جو بعد نماز مغرب تا قبل نماز فجر سے تک جاری رہا۔

شیخ الاسلام کی نئی تصانیف کا تعارف

محترم فاروق رانا(ڈائریکٹر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) نے عظیم الشان عالمی میلاد کانفرنس کے شرکاء کے سامنے شیخ الاسلام اور قائدین کی نئی کتب کا تعارف پیش کیا۔

۱۔ تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق

۲۔ وراثت اور وصیت

۳۔ فن نعت نگاری

۴۔ Exposing Yazid

۵۔ فہم القرآن

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی نئی تصانیف

۱۔ Quran on Management

۲۔ آداب اختلاط ۳۔ رفیق ورفاقت

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی نئی تصانیف

۱۔ سبل العشاق ۲۔ کرپٹو کرنسی

۳۔Beyound the IMF

۴۔Philosopy Altruism

اہم شرکاء

عالمی میلاد کانفرنس میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ہیڈ آف ریسرچ گورنمنٹ آف کویت شیخ عبداللہ نجیب سالم، جامع الازہر کے عظیم محقق ڈاکٹر عبدالفتاح عبدالغنی العواری، معروف ایرانی قراء حضرات قاری حامد شاکر نژاد، قاری غلام رضا قاسمیان، قاری ابوالقاسمی، ثناوحدیث نظری اور محمد حسین، سینیٹر علامہ راجہ ناصر عباس، جسٹس(ر) احمد غازی، مفتی انتخاب نوری ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، سجادہ نشین پاکپتن شریف دیوان مسعود احمد چشتی، علامہ شہزاد احمد مجددی، سابق صوبائی وزیر پیر سید سعید الحسن شاہ، علامہ محمد زاہد رضا نوری، علامہ سید لطف اللہ شاہ اویسی، مفتی سید عاشق حسین شاہ، قاضی عبدالغفار نوشاہی، ڈاکٹر احمد علی سراج، علامہ پیر قائم علی صابر اویسی، مفتی بشیر احمد جان سیفی، علامہ صاحبزادہ پرویز اکبر ساقی، پیر طاہر نذیر نقشبندی، علامہ ڈاکٹر میر آصف اکبر قادری، پیر سید علی حیدر شاہ،علامہ عبدالستار نیازی، پیر سید علی رضا چن گیلانی سمیت دیگر علماء، مشائخ نے شرکت کی۔ معروف کاروباری شخصیت انجام نثار، پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان بابراعظم کے بھائی محمد اسد اعظم،معروف اداکار ہنی البیلا نے عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی۔

نقابت: محمد فاروق رانا، سعید رضا بغدادی، محسن علی صفدر، حسن محمود جماعتی، علامہ غلام مرتضیٰ علوی، محمد سرفراز قادری، سہیل احمد رضا،مہتاب اظہر راجپوت، نے نقابت کے فرائض انجام دیئے۔ قاری اللہ بخش نقشبندی، قاری سید حمید کاظمی الازہری، حافظ محمد ارشد نقشبندی، قاری خضر ذیشان نعیمی و دیگر نے تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔ عالمی شہرت یافتہ ثنا خوان حافظ ارشد نقشبندی، غلام فرید چشتی، حمزہ نوشاہی، انعام مصطفوی، شکیل احمد طاہر، قاری امجد بلالی، ظہیر عباس بلالی، محمد خاورنوشاہی، حافظ عقیل

برادران و دیگر نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مینارِ پاکستان کے سبزہ زار میں منعقدہ 41ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس کے موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے خطاب کی ابتداء میں کویت کے شیخ عبداللہ نجیب سالم، مصر کے ڈاکٹر عبدالفتاح عبدالغنی العواری اور ایران سے تشریف لانے والے عالمی شہرت یافتہ قراء قاری حامد شاکر نژاد، قاری غلام رضا قاسمیان، قاری ابوالقاسمی، ثناوحدیث نظری اور محمد حسین عظیمی خوشرودی کا پرتپاک استقبال کیا اور ان کی شرکت پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے خاص طور پر ایرانی قراء کی فن قراءت میں مہارت اور خوش الحانی پر خوشی کا اظہار کیا اور انہیں خوبصورت الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ شیخ الاسلام نے میلاد کانفرنس کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ اور حِلم کو اپنی گفتگو کا موضوع بنایا۔

اُنہوں نے اپنے خطاب میں "حلم" اور بردباری کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اہل لغت کے ہاں حلم کا مطلب جلد بازی کو چھوڑ دینا ہے اور یہ غصے کا متضاد ہے۔ حلم کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب انسان کو ایسے عوامل ملیں جن کے ردعمل میں اسے غصہ آئے، مگر وہ غصہ نہ کرے اور اپنی طبیعت میں اتنی طمانینت پیدا کرے کہ غصہ جنم ہی نہ لے۔ انہوں نے مزید وضاحت کی کہ جب انسان کسی شخص کے بُرے عمل یا رویے پر غصے کو قابو میں رکھتا ہے اور زیادتی کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے، تو اس کیفیت کو "حِلم" کہتے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مزید کہا کہ علم کے ساتھ اگر حِلم نہ ہو تو علم بے وقار ہو جاتا ہے، اور علم کے نام پر فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے۔ اگر علم کے ساتھ حِلم نہ ہو تو عقل کا چراغ بجھ جاتا ہے اور علم میں تنگ نظری پیدا ہو جاتی ہے، جس سے تکفیریت اور انتہا پسندی جنم لیتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ موجودہ دور میں سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ لوگوں کو دین کی طرف بلایا جائے اور راہ اعتدال پر رکھا جائے، اور اس میں اہل علم اور مبلغین کا کردار کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی طبیعتوں میں حِلم پیدا کریں۔ حضور ﷺ نے بھی علم کے ساتھ

حِلم اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: علم کے ساتھ سکینت اور حلم بھی حاصل کرو، ورنہ تم جابر اور ظالم علماء میں سے ہو جاؤ گے۔ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ نے حِلم کی فضیلت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان بھی ذکر کیا کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تمہارے پاس مال اور اولاد کی کثرت ہو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ تمہارے علم میں اضافہ ہو اور تمہاری بردباری میں بڑا پن ہو۔

شیخ الاسلام نے غزوۂ اُحد اور طائف کے واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ کی کمال بردباری کو اُمت کے لیے عظیم مثال قرار دیا اور کہا کہ ہمیں آپ ﷺ کی سیرت سے نرمی اور حلم کا سبق سیکھنا چاہیے۔ انہوں نے تمام مبلغین اور داعیانِ دین کو نصیحت کی کہ دین کی تبلیغ کرتے وقت حِلم، بردباری اور تحمل کا مظاہرہ کریں تاکہ دین کی تعلیمات کا وقار برقرار رہے اور معاشرے میں امن و سلامتی فروغ پائے، نیز ان کا علم نفع بخش اور ان کے رویے دین کی بہتری کا سبب بن سکیں۔

عظیم الشان عالمی میلاد کانفرنس میں اپنے اختتامی پیغام میں انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ علم کے نور کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ معلم عالم ہیں، آپ ﷺ نے اپنی ظاہری حیات کا ہر لمحہ علم و عمل کی دعوت دیتے بسر کیا۔ آج کی مبارک رات کا یہی پیغام ہے کہ امت بامقصد علم کے حصول پر توانائیاں بسر کرے۔ علم تکفیریت، انتہا پسندی اور تنگ نظری سے بچاتا ہے۔ علم سے طبیعت میں فراخدلی، نرمی اور خوش کلامی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جو علم کفر کے فتوے دینے پر مجبور کرے وہ علم ناقص ہے۔ تقویٰ و طہارت اختیار کرنے سے علم نفع بخش بنتا ہے۔

خطاب: چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے مینارِ پاکستان کے تاریخی سبزہ زار میں منعقدہ 41ویں عالمی میلاد کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کانفرنس میں شریک تمام معزز مہمانِ گرامی بالخصوص عرب شیوخ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں تہہ دل سے اس مبارک محفل کے انعقاد پر سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

چیئرمین سپریم کونسل نے اپنی گفتگو کا آغاز عرب کے دورِ جاہلی سے کیا، انہوں

نے کہا کہ ماضی کے جھروکوں میں ڈیڑھ ہزار سال قبل عرب کے معاشرے کی یہ حالت تھی کہ ظلم و بربریت کی آماجگاہ تھا۔ عصرِ جاہلی ایک ایسا معاشرہ تھا جہاں لوگوں کے درمیان احساس و مروت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ ایک ایسا معاشرہ تھا جہاں قتل و زنا کو جُرم تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ وہ ایک ایسا معاشرہ تھا جہاں خون بہانے سے کوئی باز نہیں آتا تھا۔ دورِ جاہلیت ایسا معاشرہ تھا جہاں بنتِ حوا بد حالی کی زندگی گزار رہی تھی۔ ایسے معاشرے میں عورت کو ذرا سی بات پر طلاق دے دی جاتی تھی۔ وہ ایک ایسا معاشرہ تھا جہاں اصل حقیقت مسخ ہو چکی تھی۔ جہاں لوگ اپنے حسب و نسب پر صرف فخر و غرور کرنا جانتے تھے۔

انہوں نے کہا کہ ایک ایسا معاشرہ جہاں لوگ فتنے، فساد اور مختلف برائیوں کے اندر گھرے ہوئے تھے۔ ایسے معاشرے میں ایک حسین و جمیل چہرے والا، ایک شہزادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو باطل کے مقابلے میں حق کو ثابت کرتا ہے۔ جو صدقِ مقال اور حُسن گفتار کا درس دیتا ہے۔ جب لوگ جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں، وہ سچائی کا درس دیتا ہے۔ وہ غیبت سے لوگوں کو دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ ہر قسم کی سماجی و معاشرتی برائیوں سے دور رہتا ہے۔ ایسے معاشرے میں جہاں لوگ دوسروں کے حقوق کا استحصال کرتے ہیں وہ لوگوں کی اعانت و مدد اور اُن کو سہارا دیتا ہے۔ وہ ہستی امن و سلامتی کا پیکر بن کر آتا ہے۔ وہ بزمِ کون و مکان کو سجانے والا کون ہے؟ وہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے جب آپ پیدا ہوئے تو تمام کائنات روشن ہوگئی۔

اختتام پر چیئرمین سپریم کونسل نے صراطِ مستقیم کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ: بے شک صراطِ مستقیم محمد ﷺ ہیں۔ ذکر اللہ سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ رحمۃ للعالمین سے مراد محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور خطبۂ استقبالیہ دیتے ہوئے معزز مہمانانِ گرامی مصر سے پروفیسر ڈاکٹر عبد الفتاح عبد الغنی العواری ریسرچ اکیڈمی الأزھر یونیورسٹی اور کویت سے شیخ عبداللہ نجیب سالم ہیڈ آف ریسرچ گورنمنٹ آف کویت، معروف انٹرنیشنل ایرانی قراء قاری حامد شاکر نژاد، قاری غلام رضا قاسمیان، قاری محمد حسین عظیمی خوشرودی، قاری احمد ابو القاسمی، اور قاریہ ثنا و حدیث نظری سمیت جملہ شرکاء کو خوش آمدید کہا اور عالمی میلاد کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر تحریک

منہاج القرآن کے جملہ فورمز کے قائدین و کارکنان کو خصوصی مبارکباد دی۔

جسٹس نذیر غازی کی خصوصی گفتگو

جسٹس نذیر غازی صاحب نے عالمی میلاد کانفرنس میں خصوصی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ کی بدحالی کی وجہ یہ ہے کہ امت میں اتحاد نہیں رہا ہم فرقہ بندی کا شکار ہو گئے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ منہاج القرآن واحد فورم ہے، میں ڈاکٹر طاہر القادری کی عظمت کو سلام کرتا ہوں کہ وہ دوبارہ امت کو اکٹھا کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے ہانگ کانگ میں تمام مسالک کو اکٹھا کیا۔ کاش پاکستان میں بھی تمام مسالک کے لوگ اکٹھے ہو جائیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری کی یہ کاوش ہے کہ میلاد النبی کانفرنس میں تمام مسالک کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

انھوں نے مزید کہا کہ ہمارے ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہنے چاہیئے، ایک دوسرے کے لیے امن و سلامتی کے پیکر بن جائیں۔

بین الاقوامی شہرت یافتہ قراء کا تلاوت قرآن مجید کا دلنشین انداز

عالمی میلاد کانفرنس میں ایران سے تشریف لانے والے بین الاقوامی شہرت یافتہ قراء قاری حامد شاکر نژاد، قاری غلام رضا قاسمیان، قاری ابوالقاسمی، ثناوحدیث نظری اور محمد حسین عظیمی نے دلنشین انداز میں تلاوت قرآن مجید پیش کر کے سماں باندھ دیا۔ ایرانی قراء نے اختتام پر معزز مہمانانِ گرامی چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور اور دیگر کو یادگاری سوینئرز پیش کئے۔

راجہ ناصر عباس جعفری کی خصوصی گفتگو

صدر مجلس وحدت المسلمین راجہ ناصر عباس جعفری نے 41ویں عالمی میلاد کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضور شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ، چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کو عظیم الشان روح پرور میلاد کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ اس دنیا میں ہماری راہنمائی اور رشد و ہدایت کے لیے تشریف لائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ ہمیں ایک ایسی اُمت بنانے کے

لیے تشریف لائے جو اخوت و بھائی چارے کے ساتھ عدل قائم کرے اور انسانیت کا درد رکھنے والی اُمت ہو۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ہمیشہ منہاج القرآن اپنا گھر محسوس ہوتا ہے اور آپ کا سٹیج ہمارا اپنا سٹیج ہے۔

خطاب: ڈاکٹر عبدالفتاح عبدالغنی العوادی

مصر سے منہاج القرآن کی خصوصی دعوت پر تشریف لانے والے معزز مہمان جامع الازہر کے عظیم محقق ڈاکٹر عبدالفتاح عبدالغنی العواری نے 41ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس کے روح پرور اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ اللہ کے وہ جلیل القدر نبی ہیں جو ہدایت کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ کے تصدق سے اللہ نے تمام لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھائی۔ آپ ﷺ اس وقت تشریف لائے جب حق مٹ چکا تھا، باطل کا دور دورہ تھا، شیطان نے لوگوں کے لئے ان کے باطل اعمال محسور کن بنا دیئے تھے۔ اللہ نے جس مقصد کے لئے انسان کی تخلیق کی تھی اسے اس مقصد سے آشنا کرنے کے لئے آپؐ نور ہدایت کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ کی پاک سیرت پر عمل پیرا رہنا آپ ﷺ کی بہترین اطاعت ہے۔ انہوں نے کہا کہ منہاج القرآن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے ولادت پاک کے عظیم الشان جشن کا اہتمام کیا۔ لوگوں کا والہانہ جوش و جذبہ دیکھ کر بے حد مسرت ہورہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ ہماری نسبت کو تاقیامت قائم و دائم رکھے۔

خطاب: شیخ عبداللہ نجیب سالم

ہیڈ آف ریسرچ گورنمنٹ آف کویت شیخ عبداللہ نجیب سالم نے عالمی میلاد کانفرنس کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایامیں اس روز پیدا ہو تھا، یعنی آپ ﷺ اپنی ولادت کی خوشی کا اہتمام ہر سوموار فرماتے تھے اور اظہار تشکر کے طور پر روزہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے دنیا نور ہدایت سے روش ہوئی۔ شرق و غرب آپ ﷺ کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے۔ میں منہاج القرآن کے بانی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو اس عظیم الشان جشن کے اہتمام پر مبارکباد دیتا ہوں۔ بلاشبہ

آپ ﷺ کے ساتھ محبت و الفت کے اظہار میں ایمان کی حلاوت اور دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان آنے کی دعوت دینے پر میں عصر حاضر کے مجدد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور ان کی لائق فائق فرزندان ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خصوصی پیغامات

ڈاکٹر غزالہ حسن قادری (صدر منہاج القران ویمن لیگ انٹرنیشنل)

ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے اپنے خصوصی پیغام میں کہا کہ ۱۲ ربیع الاول کو وادی بطحا سے ایک ایسا آفتابِ رسالت طلوع ہوا جس نے بلادِ عالم کو اپنی تابانی سے منور کر دیا۔یومِ میلاد النبی ﷺ تاریخِ انسانیت کا وہ عظیم ترین دن ہے جو جمیع امتِ مسلمہ کے لیے عید سے بھی بڑھ کر اہمیت و معنویت کا حامل ہے۔ تحریکِ منہاج القرآن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ ملک کے طول و عرض میں میلاد النبی ﷺ کی محافل و مجالس کا انعقاد کر کے ذاتِ محمدی ﷺ کی یادوں کے چراغ حریمِ دل و دیدہ میں روشن کرتی ہے اور اس کی سب سے بڑی مثال 11 اور 12 ربیع الاول کی شب مینارِ پاکستان لاہور کے سبزہ زار میں ہر سال منعقد ہونے والی عالمی میلاد کانفرنس ہے۔اس خوبصورت اور روح پرور کانفرنس کو کامیاب بنانے میں تحریکِ منہاج القرآن کے مختلف فورمز کی طرح منہاج القرآن ویمن لیگ کا بھی نہایت اہم کردار ہوتا ہے۔ جن کی ان تھک محنت سے اس کانفرنس میں ماؤں، بہنوں بیٹیوں اور بچوں کی کثیر تعداد کی شرکت محبت و مودتِ مصطفی ﷺ کی دلیل ہے۔ میں ویمن لیگ کی جملہ تنظیمات، عہدیداران، ذمہ داران اور کارکنان کو عظیم الشان میلادِ مصطفی ﷺ منانے کے لیے ان کی قابلِ تحسین خدمات پر مبارک باد پیش کرتی ہوں اور بارگاہِ الٰہی میں دعاگو ہوں کہ وہ ہماری توفیقات کو قبول فرمائے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

محترمہ فضہ حسین قادری

محترمہ فضہ حسین قادری نے عالمی میلاد کانفرنس کے خصوصی پیغام میں کہا کہ آقائے دوجہاں ﷺ کا جشنِ میلاد منانے کے لئے مینارِ پاکستان کے احاطے میں

منعقدہ اکتالیسویں عالمی میلاد کانفرنس میں ملک بھر سے خواتین کی بھرپور شمولیت ہمارے لئے فرحت و شادمانی کا باعث ہے۔ معرفتِ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے حصول کے لئے خواتین، بچوں اور نوجوان بیٹیوں کی اس میلاد کانفرنس میں کثیر تعداد میں شرکت معاشرتی انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ کیونکہ یہی خواتین نسلوں میں ذاتِ رحمۃ اللعالمین ﷺ کے ساتھ تعلقِ قلبی و حبی کی پختگی کی ضامن ہیں۔ اس میلاد کانفرنس کا مقصود یہ ہے کہ ہم سیرتِ مطہرہ کی تابانی سے اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں منور کریں۔ عالمی میلاد کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر منہاج القرآن ویمن لیگ کی تمام تر تنظیمات، عہدیداران، کارکنان اور وابستگان کی مساعی لائقِ ستائش و تحسین ہیں۔

ڈاکٹر فرح ناز (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان)

صدر منہاج القران ویمن لیگ نے اپنے خصوصی پیغام میں کہا کہ اکتالیسویں عالمی میلاد کانفرنس میں ملک بھر سے عظیم قافلوں کی صورت میں تشریف لانے والی خواتین کو صمیمِ قلب سے مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ آمدِ محبوبِ خدا ﷺ نے جھوٹی، غلط اور بے بنیاد روایات کا قلع قمع کر کے اصلاحی معاشرے کی بنا ڈالی۔ منہاج القرآن سے منسلک دنیا بھر کی خواتین رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور تعلیمات کے پرچار میں کوشاں ہیں۔ اسی تناظر میں عالمی میلاد کانفرنس میں خواتین کی کثیر تعداد کی شرکت اس امر کا اظہار ہے کہ آقا کریم ﷺ کی ذاتِ با برکات سے نسبتِ غلامی اور تعلقِ حُبی منہاج القرآن کا خاصہ ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی تمام تر تنظیمات کو دل کی عمیق گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے اس کانفرنس کے کامیابی سے انعقاد کے لئے لگن اور جذبے سے انتھک محنت اور کوششیں کیں۔

عالمی میلاد کانفرنس 2024ء میں محترمہ فضہ حسین قادری، محترمہ درۃ الزہراء، محترمہ سُقینہ حسین قادری اور محترمہ مروہ حسین قادری کی تشریف آوری کے مناظر

ایگرز ڈیپارٹمنٹ کے معصوم نونہالوں نے دیدہ زیب ملبوسات پہن کر خصوصی فارمنس کے ذریعے دیوانہ وار آقائے دو جہاں ﷺ سے محبت کا اظہار کیا۔

عالمی میلاد کانفرنس 2024ء میں ایم ایس ایم سسٹرز کے خصوصی ڈیسک کے ذریعے مختلف کالجز اور یونیورسٹیز سے سینکڑوں کی تعداد میں شریک طالبات کو استقبالیہ دیا گیا

عالمی میلاد کانفرنس 2024ء میں ضیافت میلاد کا خصوصی انتظام

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
OCT-2024
LAHORE
Regd CPL No.45